اذان بر قبر
اذان علی القبر جائز فی شریعت صاحب الامر
حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی
ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ

میثم قادری

اذان بر قبر

الاذان علی القبر جائز فی شریعۃ صاحب الامر

تصنیفِ لطیف

حضرت العلامہ مولٰنا ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی قادری مدظلہ

مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور

قیمت ۹ روپے

نام کتاب ــــــــــــ اذان بر قبر

مصنف ــــــــــــ حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی

ناشر ــــــــــــ مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاول پور

طباعت ــــــــــــ الجدہ پرنٹرز - لاہور فون نمبر ۶۳۶۷۱۳

ضخامت ــــــــــــ ۵۶ صفحات

سائز ــــــــــــ ۸/۲۳x۱۸

بار ــــــــــــ اول

کتابت ــــــــــــ محمد رفیق رضا ملتان

قیمت ــــــــــــ روپے

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   الحمد للہ رب العالمین
خالق السموٰات والارضین و الصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ سید المرسلین
خاتم النبیین وعلیٰ آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین۔

(۱) قبر پر اذان

اہل اسلام میں عرصہ دراز سے جاری ہے۔ بدعت کی آڑ میں اسے رد کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے حالانکہ صرف بدعت کہنے سے مسئلہ ناجائز نہیں ہو جاتا جب تک کہ اس کے عدم جواز پر شرعی دلیل نہ ہو۔

(۲) اسلام کا عام ضابطہ ہے کہ جن اُمور سے اسلام اور اہل اسلام کو فوائد و منافع دینی و دنیوی حاصل ہوں اور وہ امور کسی صریح روایت کے منافی بھی نہ ہوں تو بلا انکار وہ مسئلہ قابل عمل ہوتا ہے بلکہ جس مسئلہ سے اسلام اور اسلامی ضوابط مضبوط ہوں تو تقویت پہنچے اس پر عمل واجب ہوتا ہے خواہ اس کا وجود خیر القرون میں نہ بھی ہو   اسی لیئے فقہا و محدثین نے بدعت کے پانچ اقسام لکھے اور ہر ایک کی علیٰحدہ علیٰحدہ مثالیں دیں۔

(۳) جس مسئلہ کا استنباط آیات و احادیث مبارکہ اور فقہا کرام کی عبارات سے ہو اس پر عمل کرنا مستحب ہے۔

(۴) ایک مسئلہ کا نام دور سابق میں کچھ ہو۔ زمانہ کے بدلنے سے نام بدل گیا تو وہ مسئلہ بھی بدعت نہیں کہلائیگا جیسے اسلامی مسائل کے مجموعہ کا نام فقہ اور تعلیم گاہوں کا نام، بدرسہ،

دارالعلوم، درس گاہ۔ وغیرہ وغیرہ ہے اور احادیث مبارکہ کے مجموعہ کا نام فن حدیث اور قرآن مجید کی تشریح کا نام تفسیر وغیرہ ہے۔

بہر حال قبر پر اذان ایک بہترین عمل ہے جس سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے اور اسمیں شرعی قباحت بھی کوئی نہیں بلکہ شرعاً اس کے دلائل ملتے ہیں۔ فقیر نے اپنی بساط کے مطابق یہ رسالہ تحریر کیا ہے۔ اللہ اسے قبول فرمائے۔ (آمین) اسے حرف بدعت ٹھہرا کر نہیں ٹھکرانا چاہیے بلکہ دلائل دیکھئے اگر شرعاً ثابت ہو تو عمل کیجئے۔ وما علینا الا البلاغ۔

مقدمہ

سب کو معلوم ہے کہ مقصود ہے کہ قبر میں جانے والے مسافر کو نجات مل جائے خواہ اس کیلئے اپنا سرمایہ ہو یا رشتہ داروں سے اور ظاہر ہے کہ دنیوی زندگی ختم ہونے پر انسان کیلئے دو بڑے خطرناک وقت ہیں! ایک جان کنی کا۔ ۲ سوالاتِ قبر کا۔ اگر جان کنی کے وقت خاتمہ بالخیر نصیب نہ ہوا۔ تو عمر بھر کا کرا دھرا سب برباد گیا۔ اسی طرح اگر قبر کے سوالات میں ناکامی ہوئی تو بھی ہمیشہ کی ذلت وخواری بلکہ دائمی جہنم کیوں کہ اس وقت کفر و ایمان کا سوال ہو گا اگر بندے نے صحیح جواب دیا تو بخشا گیا ورنہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہو گا گویا اس وقت ناکامی سے آئندہ کی زندگی برباد ہو گی۔ اسی لئے زندوں کو چاہیے کہ ان دونوں وقتوں میں مرنے والے کی امداد کریں کہ مرتے وقت کلمہ پڑھ کر سنائیں اور بعد دفن اس تک کلمہ کی آواز پہنچائیں کہ اس وقت تو وہ کلمہ پڑھ کر دنیا سے جائے اور اب اس امتحان میں کامیاب ہو۔ اسی لیئے ہم اہلسنت میت کی نجات کیلئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کی نجات کیلئے قرآن وحدیث کی بخشش کے اسباب تلاش کرتے ہیں لیکن مخالفین جیسے زندوں کے دشمن ہیں ایسے ہی مردوں کے بھی اسی لیے وہ ہر ممکن نجات کے موجبات کو روکنے کے درپے رہتے ہیں اور بلادلیل اسے بدعت ٹھہرا کر بندے کو نجات سے محروم کر دیتے ہیں حالانکہ مردہ قبر میں پہنچ کر سخت پریشان ہوتا ہے وہ اہلِ حیات سے اپنی نجات کا منتظر ہوتا ہے۔ ہم نے دلائل قرآن وحدیث

ہے اس کی نجات کے اسباب تلاش کریئے جس سے باری تعالیٰ کی رحمت پر امید رکھتے ہیں

کہ اس کریم نے ہمارے جانے والے مسافر کو بخش دیا ہوگا کیوں کہ رحمت حق بہانہ می جوید بہانی

جوید۔ مگر مخالفین رہے رد کتے بلکہ یہ کہتے رہے کہ اس کا ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں

اسی لیے ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنے اموات سے بد دعائیں لیتے ہیں۔

لطیفہ ان غریبوں اپنے مردگان سے کیفیت اس نوکری ہے گے کہ کسی صاحب نے کسی کو نوکر رکھا تو نوکر نے کہا کہ مجھے کتاب پر لکھ دو کہ کون کون سے کام

کراؤ گے۔ صاحب نے موٹے موٹے چند کام لکھوا دیئے۔ ایک دن صاحب کہیں پھنس گئے اور

اور نوکر کو بلایا کہ مجھے یہاں سے نکالیئے لیکن نوکر کتاب سے کر تلاش کرنے لگا کہ کہاں لکھا ہے،

کہ آپ سفر میں اگر پھنس جائیں تو نکال لوں صاحب دھاڑیں مارتے رہے لیکن وہ کتاب میں

شرائط دیکھتا رہا بالآخر صاحب کی جان نکل گئی۔ کچھ یہی ان کی حالت ہے کہ مردہ قبر میں

سوال کفر و ایمان کے دلدل میں پھنسا ہے۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ ہماری کتاب میں ہوگا تو چھڑائیں

گے ورنہ پڑے رہو۔ حالانکہ اس مسئلہ اذان قبر کیلئے ایک نہیں سینکڑوں دلائل ہیں۔

(۲) قبر میں شیطان آکر مردے کو بہکاتا ہے اور چاہتا ہے کہ مردہ قبر کے امتحان میں فیل ہو

جائے۔ ہم اہلسنت نے دلائل سے ثابت کیا کہ اس موذی دشمن کو یہاں سے بھگا دیا جائے

تاکہ نہ ہوگا نہ میت کو بہکا سکے گا لیکن مخالفین نے کوشش کی کہ اسے نہ بھگایا جائے اسی

لیئے وہ ہمارے بھگانے پر بدعت کا فتویٰ لگا کر ہر ممکن رد کنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان

کی مثال اس ڈاکو کے چیلوں کی ہے جس نے کسی شہر میں لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا

لیکن چیلوں کو ہر مقام پر متعین کر دیا کہ لوگوں کو باور کرایا جائے کہ وہاں کوئی خطرہ نہیں

ہر طرح کے ناء اور چوری سے امن ہے۔ پھر جب کوئی دولت مند اس شہر کو جانا چاہے تو اسے

کوئی اپنا خیر خواہ اس ڈاکو اور جیب تراش سے بچانا چاہے تو ڈاکو کے چیلے خواہ مخواہ شور

مچائیں گے بلا تمثیل یوں سمجھیئے کہ احادیث مبارکہ میں بارہا تنبیہ کی گئی ہے کہ قبر میں شیطان آکر

اگر بھگاتا ہے اور میت و زندہ وارثوں کو فرمایا کہ تم جد و جہد کر کے ہر ممکن سے بھگانے کی کوشش کرو۔ لیکن یار لوگ اس کی طرف داری کرتے ہیں اب بتایئے کہ یہ مردہ کے دشمن ہیں یا دوست اور احادیث مبارکہ میں شیطان کے بھگانے کا بے نظیر علاج یہی اذان ہے

(۳) احادیث مبارکہ میں ہے کہ مردہ جب قبر میں پہونچتا ہے تو قبر اس پر حملہ کرتی ہے یہاں تک کہ دائیں پسلی بائیں جانب اور بائیں پسلی دائیں جانب۔ یوں سمجھیے کہ مردہ کیحالت قبر میں کماد اور بیلنے کی سی ہوتی ہے کہ جیسے کماد بیلنے میں جاتا ہے تو پھر کماد کو بیلنا جھنجھوڑ کر رس ایک طرف اور چھلی دوسری طرف پھینک مارتا ہے۔ ایسے مردہ کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ لیکن ہمیں پتہ نہیں چلتا ہم تو مردے کو قبر میں پھینک کر واپس بھاگ آتے ہیں لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کیفیت آنکھوں سے ملاحظہ فرمائی اور اس کا علاج بھی بتایا اب آپ بتائیں کہ کسی کا بیمار گھر میں تکلیف سے کراہ رہا ہو اس کا خیر خواہ کسی حکیم سے علاج پوچھ کر اسے ایسے دکھ درد سے نجات دلوائے لیکن دوسرا ایسا بھی ہو جو بیمار کا علاج نہ کرانے دے تو بتایئے وہ ہمارا دشمن ہوگا یا خیر خواہ۔ بعینہ یہی ہماری حالت ہے کہ ہم نے اپنے مردہ کی نجات کا علاج اسی طرح کیا جس طرح ہمارے صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔ ہم نے صرف اتنا کیا کہ اجزاء مرکب کو اذان سے تعبیر کیا جسے مخالف رد کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔

(۴) تدفین میت کے بعد فوراً حساب و کتاب شروع ہوتا ہے اگر بندہ مغضوب حق ہو تو حساب دیتے وقت بہک جاتا ہے ہمیں کیا معلوم کہ وہ غضب حق ہے یا کیسے ہم نے احادیث مبارکہ کے مطابق قبر پر کھڑے ہو کر غضب الٰہی کو ٹھنڈا کیا۔ عذاب الٰہی کے ٹھنڈا کرنے کے الفاظ اذان میں ہیں

(۵) احادیث سے ثابت ہے کہ دفن کے بعد ٹھہرنا چاہیے اور اس کیلئے دعا و استغفار اور ذکر الٰہی کرنا چاہیے اور یہ تمام امور یکجا اذان میں موجود ہیں۔ اس کی تفصیل ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔ (انشاء اللہ)

(۶) اذان کے بعد دعا مستجاب ہے ہم اذان کے بعد میت کیلئے دعا مانگتے ہیں۔ خود موذن مغفور لہ ہے اور مغفولہ کی دعا مستجاب ہے اذان دے کر موذن میت کیلئے مغفرت کی دعا مانگتا ہے۔

(۷) اذان میں حضور علیہ السلام کا اسم گرامی ہے اور آپ کا ذکر خیر ذکر الٰہی ہے ان دونوں اذکار پر نزولِ رحمت ہوتا ہے اور ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ نزول رحمت ہو تاکہ میت کی بخشش ہو۔

(۸) احادیث میں ہے کہ تدفین کے بعد میت کو گھبراہٹ اور وحشت ہوتی ہے اور اذان وحشت و گھبراہٹ دور کرتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اذان علی القبر بحیثیت تلقین و ذکر الٰہی و مصطفوی وغیرہ سنت ہے اگرچہ بہت کذائیہ بدعت حسنہ ہے اور امورِ شرعیہ میں اصل مسئلہ سنت اور ہیئت بدعت ہوتی ہے اور بلا نکیر مخالفین ہزاروں مسائل پر عمل کرتے ہیں اس کی مثالیں فقیر نے اپنی کتاب "التسمہ " میں بیان کی ہیں۔ علاوہ ازیں "اذان" ایک نیک کام ہے اور جس نیک کام کی ممانعت شریعت میں نہ ہو اس پر عمل کرنے میں حرج نہیں اور یہ صرف نیک عمل نہیں بلکہ اس سے میت کو بیشمار فوائد اور عامل کو بھی ان گنت ثواب اور منافع حاصل ہوتے ہیں چند ایک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ بیان فرماتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) بحولہٖ تعالیٰ الشیطانِ رجیم کے شر سے پناہ (۲) بدولت تکبیر عذابِ نار سے امان (۳) جوابِ سوالات کا یاد آجانا (۴) ذکرِ اذان کے باعث عذاب قبر سے نجات پانا (۵) بہ برکت ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزولِ رحمت (۶) بدولتِ اذان دفع وحشت (۷) زوالِ غم و حصولِ سرور و فرحت اور پندرہ احیاء کیلئے، سات تو یہی سات منافع اپنے بھائی مسلمان کو "" کہ ہر نفع رسانی جدا حسنہ ہے اور ہر حسنہ کم سے کم دس نیکیاں، پھر نفع رسانی مسلم کی منفعتیں خدا ہی جانتا ہے (۸) میت کیلئے تدبیر دفع شیطان سے اتباعِ سنت (۹) تدبیر آسانی جواب سے اتباعِ سنت (۱۰) دعا عند القبر سے اتباعِ سنت (۱۱) بقصد نفع میت قبر کے

پاس تکبیریں کہ کرا اتباعِ سنت (۱۲) مطلق ذکر کے فوائد ملناجن سے قرآن و حدیث مالا مال (۱۳) ذکر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سبب رحمتیں پانا (۱۴) مطلق دُعا کے فوائد ہاتھ آنا جسے حدیث میں مغزِ عبادت فرمایا (۱۵) مطلق اذان کے برکات ملناجن میں منتہائے آواز تک مغفرت اور ہر تر و خشک کی استغفار و شہادت اور دلوں کو صبر و سکون و راحت ہے اور یہ کہ اذان میں اصل کلمے سات ہی ہیں۔ اللہ اکبر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ اور مکررات کو گنئے تو پندرہ ہوتے ہیں، میت کیلئے وہ سات فائدے اور احیاء کیلئے پندرہ انہیں سات اور پندرہ کے برکات ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین! تعجب کرتا ہوں کہ حضرات مانعین نے میت و احیاء کو ان فوائدِ جلیلہ سے محروم رکھنے میں کیا نفع سمجھا ہے؟ ہمیں تو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو کوئی نفع پہنچائے تو لازم و مناسب ہے کہ پہنچائے۔ رواہ احمد و مسلم عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ جب اذان علی القبر کی شرعاً ممانعت بھی نہیں بلکہ اجازت ہے تو پھر مخالفین کار و کنا کہاں کی دیانت ہے۔

(ف) اعلیٰحضرت قدس سرہ نے اذان دینے والے کیلئے مندرجہ ذیل تحریر لکھی ہے فقیر وہی تقریر لکھتا ہے تاکہ نفع عام ہو۔ حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں نیۃ المؤمن من خیر من عملہ مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔[1] رواہ البیہقی عن انس والطبرانی فی الکبیر عن سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بیشک جو علم نیت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لیئے کئی کئی نیکیاں کر سکتا ہے مثلاً جب نماز کیلئے مسجد کو چلا اور صرف یہی قصد ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بے شک اس کا یہ چلنا محمود ہر قدم پر ایک نیکی لکھیں گے اور دوسرے پر گناہ محو کریں مگر عالمِ نیت اس ایک ہی فعل میں اتنی نیتیں کر سکتا ہے (۱) اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں (۲) خانہ خدا کی زیارت کروں گا (۳) شعار

---

[1] اس حدیث کو بیہقی نے حضرت انس اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے

اسلام ظاہر کرتا ہوں (۴) داعیؒ اللہ کی اجابت کرتا ہوں (۵) تحیۃ المسجد پڑھنے جاتا ہوں (۶) مسجد سے خس وخاشاک وغیرہ دور کر دوں گا (۷) اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب مفتی بہ پر اعتکاف کیلئے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے جب سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کی نیت کرلے۔ انتظار نماز وادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا (۸) امر الہٰی خذوا زینتکم عند کل مسجد کے امتثال کو جاتا ہوں (۹) جو وہاں علم والا ملیگا اس سے مسائل پوچھونگا دین کی باتیں سیکھوں گا (۱۰) جاہلوں کو مسئلے بتاؤں گا دین سکھاؤں گا (۱۱) جو علم میں میرے برابر ہوگا اس سے علم کی تکرار کرونگا (۱۲) علماء کی زیارت (۱۳) نیک مسلمانوں کا دیدار (۱۴) دوستوں سے ملاقات (۱۵) مسلمانوں سے میل (۱۶) جو رشتہ دار ملیں گے ان سے بکشادہ پیشانی بلکہ صلہ رحم (۱۷) اہل اسلام کو سلام (۱۸) مسلمانوں سے مصافحہ کرونگا (۱۹) ان کے سلام کا جواب دوں گا (۲۰) نماز جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا (۲۱، ۲۲) مسجد میں جاتے نکلتے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا۔ بسم اللہ الحمد اللہ والسلام علیٰ رسول اللہ (۲۳، ۲۴) دخول وخروج میں حضور وآلِ حضور وازواجِ حضور پر درود بھیجوں گا کہ اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلِ سیدنا محمد وا علیٰ ازواج سیدنا محمد (۲۵) بیمار کی مزاج پرسی کروں گا (۲۶) اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا (۲۷) جس مسلمان کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا اسے یرحمک اللہ کہوں گا (۲۸، ۲۹) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کروں گا (۳۰) نمازیوں کے وضو کو پانی دوں گا (۳۱، ۳۲) خود موذن ہے یا مسجد میں کوئی موذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان واقامت کہوں گا اب اگر یہ کہنے نہ پایا دوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیت پر اذان واقامت کا ثواب پاچکا فقد وقع اجرہ علی اللہ (۳۳) جو راہ بھولا ہو گا راستہ بتاؤں گا (۳۴) اندھے کی دستگیری کروں گا (۳۵) جنازہ ملا تو نماز پڑھوں گا (۳۶) موقع پایا تو ساتھ دفن تک جاؤں گا۔

ے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلانے والے، موذن کی تعمیل کرتا ہوں ۱۲

(۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حتی الوسع صلح کراؤں گا (۳۸، ۳۹) مسجد میں جاتے وقت دہنے اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کی تقدیم سے اتباعِ سنت کروں گا (۴۰) راہ میں لکھا ہوا کاغذ پاؤں گا اٹھا کر ادب سے رکھ دوں گا وغیرہ وغیرہ۔ دیکھئے کہ جو ان ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وہ صرف حسنہ نماز کیلئے نہیں جاتا بلکہ ان چالیس حسنات کیلئے جاتا ہے تو گویا اس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے اور ہر قدم چالیس قدم، پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھا اب چالیس نیکیاں ہوگا۔ اسی طرح قبر پر اذان دینے والے کو چاہیے کہ ان پندرہ نیتوں کا تفصیلی قصد کرے تاکہ ہر نیت پر جداگانہ ثواب پائے اور ان کے ساتھ یہ بھی ارادہ ہو کہ مجھے میت کیلئے دعا کا حکم ہے اس کی اجابت کا سبب حاصل کرتا ہوں اور نیز اس سے پہلے عملِ صالح کی تقدیم چاہیے یہ ادب دعا بجالاتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ نیات سے غافل ہیں وہ جو کچھ نیت کرتے ہیں اسی قدر پائیں گے۔ فانما الاعمال بالنیات، اس تمہید و مقدمہ کے بعد اب ہم اذان علی القبر کے دلائل بیان کرتے ہیں۔

باب اول

(در بحث تلقین)

یہ اذان دراصل تلقین ہے اور تلقین سنت ہے چنانچہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ منظومۃ القبور میں فرماتے ہیں۔

(قد امر النبی بالتلقین۔ من بعد شن التراب فلمد فوب)

لے یہ چالیس نیتیں ہیں جن میں چھبیس علماء نے ارشاد فرمائیں اور چودہ فقیر نے بڑھائیں جن کے ہندسوں پر خطوط کھینچے ہیں ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ — ے اعمال کا ثواب نیتوں سے ہی ہے۔

معجم طبرانی کی ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین میت کا حکم دیا۔ اسمیں اختلاف ہے کہ کس وقت تلقین کی جائے بعض کہتے ہیں کہ قبر بند کرنے اور مٹی ڈالنے کے بعد تلقین کی جائے۔

وقیل قبل ان یہال الترب ؞ وان یعد ثلاثۃ فندب

اور بعض کہتے ہیں کہ مٹی ڈالنے سے پہلے تلقین کرنی چاہیے اور تین مرتبہ تلقین کا اعادہ مستحب ہے۔

ومثلہ جاء عن الاصحاب ؞ وطلب التثبیت لاستحباب

اور اسی کے مثل اصحاب سے آیا ہے اور سوال نکیرین میں میت کے ثابت رہنے کی دُعا کرنا مستحب ہے۔

اور تلقین کے استحباب کے دلائل دینے کی ضرورت نہیں جب کہ اس کے متعلق روایات صحاح میں موجود ہیں بلکہ تلقین کا سلسلہ نزع روح سے لے کر میت کو دفنانے تک مسلسل رہتا ہے۔ ذیل میں ہم ان تمام روایات کو جمع کر کے دکھلاتے ہیں تاکہ تلقین کی اہمیت محسوس ہو۔

تلقین عند السکرات

(۱) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میت کے سرہانے سورۃ یٰسین پڑھی جائے تو اس پر موت آسان ہو جاتی ہے (ابن ابی الدنیا)

(۲) حضور علیہ السلام نے فرمایا میت پر سورۃ یٰسین پڑھو (ابن ابی شیبہ، احمد، ابو داؤد، نسائی، حاکم)

(ف) ابن حبان نے فرمایا یہاں میت سے وہ مراد ہے جس پر سکرات طاری ہو۔ (۳)

(۳) حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میت یعنے جس پر موت حاضر ہو اس کے نزدیک سورہ رعد پڑھی جائے اس لیے کہ یہ میت سے تخفیف کرتی ہے اور فرمایا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارکہ میں بھی میت کی موت سے پہلے یہ دعا پڑھی جاتی تھی۔

(اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَبَرِّدْ عَلَیْهِ مَضْجَعَهٗ وَوَسِّعْ عَلَیْهِ فِیْ قَبْرِهٖ)

أَعْطِهِ الرَّاحَةَ بَعْدَ الْمَوْتِ وَأَلْحِقْهُ بِنَبِيِّهِ وَتَوَلَّ نَفْسَهُ وَصَعِّدْ رُوحَهُ فِي أَرْوَاحِ الصَّالِحِينَ وَاجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فِي دَارٍ تَبْقَى فِيهَا الصُّحْبَةُ وَيَذْهَبُ عَنَّا فِيهَا النَّصَبُ وَاللُّغُوبُ)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور بار بار پڑھے یہاں تک کہ اس کی روح قبض ہو جائے (ابن ابی شیبہ)

مسئلہ:۔ جس پر نزع طاری ہو اسے یوں نہ کہا جائے کہ کلمہ پڑھ کیوں کہ نزع کی سختی میں ہوتا ہے اگر خدانخواستہ کہدے کہ میں نہیں پڑھتا تو مرتد ہو کر مرے گا (معاذ اللہ) بلکہ اس کی صورت فقہائے نے یوں بیان کی ہے کہ ایک یا متعدد اشخاص حلقہ بنا کر جہر سے پڑھیں:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مسئلہ:۔ تلقین کرنے والے باوضو ہو کر بیٹھیں وہاں پر حیض و نفاس والی عورتیں نہ ہوں۔

بلکہ تلقین اتنا اہم امر ہے کہ محدثین کرام نے اپنی تصانیف میں اس کا مستقل باب باندھا ہے چنانچہ امام قرطبی رحمۃ اللہ نے تذکرہ میں تلقین المیت لا الہ الا اللہ کا باب لکھا اور اس موضوع کی روایات جمع کی ہیں چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو (مسلم)

(۲) حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ بہشت میں جائے گا (احمد)

(۳) حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میت کے ہاں حاضر ہو تو اسے لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو اس لئے کہ جس کا خاتمہ ایمان پہ ہوتا ہے تو وہ کلمہ طیب اس کیلئے جنت کا توشہ ہوتا ہے (ابن ابی الدنیا)

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میت کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو اس لئے کہ یہ دیکھتا ہے جو تم نہیں دیکھتے اس کے متعلق متعدد روایات ہیں ہم نے بقدر ضرورت نقل کیں تاکہ تلقین کی اہمیت معلوم ہو۔

نوٹ۔ لا علم: احادیث مبارکہ میں "لا الہ الا اللہ" کا لفظ وارد ہے اللہ کے بعد "محمد رسول اللہ" نہیں اس لئے بعض گزارش واضح سمجھا ئے۔

محمد رسول اللہ ! کی خاص ضرورت نہیں یہاں تک کہ میاں نذیر احمد دہلوی اور اس کے متبعین نے اسی سے استدلال کر کے لکھا کہ وظیفہ کے طور صرف لا الٰہ الا اللہ کہنا چاہیے آگے محمد رسول اللہ بڑھانا ناجائز ہے حالانکہ تمام محدثین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کلمہ طیبہ کا لقب ہے اس سے صرف یہی جز مراد نہیں بلکہ پورا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مراد ہے۔

تلقین ھذا کا فائدہ

امام قرطبی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اس تلقین کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس وقت میت سے شیطان ایمان چھینا چاہتا ہے یا کم از کم عقیدہ بگاڑنے پر تلا ہوا ہوتا ہے اسی لیے جب ہم تلقین کرتے ہیں اور وہ کلمہ طیبہ پڑھ لیتا ہے تو شیطان دور بھاگ جاتا ہے اسی لیے ابو محمد بن عبد الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میت سے کلمہ طیبہ سن لو تو پھر اسے تلقین کی ضرورت نہیں۔

یاد رہے کہ نزع روح کے وقت مختلف طریقہ سے تلقین کرنا جائز ہے جیسا کہ ابو نعیم نے ذکر کیا کہ ذکر حدیث شریف بھی عالم حدیث کے سامنے تلقین ہے (طی الفراسخ)

تلقین کا سلسلہ ہمارے جیسے عوام کیلئے ہوتی ہے ورنہ اولیاء اللہ اس کے محتاج نہیں چنانچہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کے سامنے لوگوں نے تلقین کے کلمات پڑھے تو آپ نے فرمایا کہ میں اسے بھول نہیں گیا جو تم مجھے یاد دلا رہے ہو۔

کسی اور بزرگ کو تلقین کی گئی تو انہوں نے آنکھیں کھول دیں اور یہ شعر پڑھا ؎

وعدا یذکرنی عھودا بالحمی   ومتی بینت العھد حتی اذکر

یعنی مجھے عہد یاد دلا رہے ہیں۔ میں اسے کب بھول سکتا ہوں جو کہ وہ ہر وقت یاد ہے۔

تلقین عند الموت کے بعد پھر قبر میں داخل کرتے وقت بھی تلقین کیجاتی ہے جس کا ذکر مع ادعیہ احادیث میں مذکور ہے اور انہیں طی الفراسخ میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا فقیر بقدر ضرورت یہاں درج کرتا ہے تاکہ مسئلہ واضح ہو۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنازہ نیچے اتارتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ خَلَّفَ الدُّنْیَا خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَاجْعَلْ مَا قَدِمَ عَلَیْهِ خَیْرًا مِمَّا خَلَّفَ فَاِنَّكَ قُلْتَ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ (بزاز)

(۲) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو روکے نہ رکھو بلکہ جلد دفنا دو اور دفنانے کے بعد اس کی قبر کے سرہانے فاتحۃ الکتاب اور بیہقی نے فرمایا فاتحہ البقر اور پاؤں کی طرف خاتمہ سورہ بقر پڑھی جائے (طبرانی۔ بیہقی، عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو قبر میں دفن کرکے کہا۔

اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْهِ وَافْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَاءِ لِرُوْحِهٖ وَابْدِلْهُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِهٖ (ابن ابی شیبہ عن قتادہ رضی اللہ عنہ۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بھی کسی میت کو قبر میں داخل کرتے تو پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضِ عَنْ جَنْبَیْهِ وَصَعِّدْ رُوْحَهٗ وَتَقَبَّلْهُ وَلَقِّهٖ مِنْكَ بِرُوْحٍ (طی الفراسخ)

(۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لحد کو برابر کرتے ہوئے پڑھا، اَللّٰهُمَّ اَجِرْهَا مِنَ الشَّیْطَانِ وَمِنْهُ عَذَابِ الْقَبْرِ پھر جب ریت کے ڈھیر کو قبر پر برابر کیا قبر کی جانب میں کھڑے ہو کر پڑھا اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْهَا وَصَعِّدْ رُوْحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا،، اور فرمایا کہ میں نے ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ (ابن ماجہ وبیہقی عن ابن مسیب رضی اللہ عنہ)

(۶) حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ قبر پر مٹی برابر کرنے پر پڑھتے تھے۔ "بِسْمِ اللّٰهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اَللّٰهُمَّ اَفْسِحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْهِ وَاَلْحِقْهُ بِنَبِیِّهٖ" (ابن ابی شیبہ)

(۷) حکیم نے عمرو بن مرہ سے روایت کیا کہ بہتر سمجھتے کہ قبر میں جب میت کو رکھا جائے تو کہا جائے

اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

(۸) حضرت خثیمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میت کے دفنانے وقت بہتر ہے کہ یہ دعا پڑھی جائے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (ابن ابی شیبہ) اور تلقین کا سلسلہ دفنانے کے بعد بھی جاری رہنا چاہیے۔ چنانچہ طی الفراسخ سے شرح الصدور امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی کی نقل کردہ چند روایات منقول ذیل ہیں۔ (۱) حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ آپ میت کے دفنانے کے بعد یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ نَزَلَ بِكَ صَاحِبُنَا وَخَلَفَ الدُّنْیَا خَلْفَ ظَهْرِهٖ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ مَنْطِقَهٗ وَلَا تَبْتَلِهٖ فِیْ قَبْرِهٖ بِمَا لَا طَاقَةَ لَهٗ بِهٖ (۲) شفیق امت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کی مٹی درست کرنے کے بعد تم میں کوئی ایک کھڑا ہو کر کہے "یا فلان بن فلانہ" میت سنکر جواب نہ دیگا پھر کہے "یا فلان ابن فلانہ" یہ سنکر وہ بیٹھے گا اور کہیگا کہ کوئی بات کہ اللہ تعالٰی تجھ پر رحم کرے لیکن تم اس کی بات نہیں سمجھتے پھر میت کو کہو اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَیْهِ مِنَ الدُّنْیَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّكَ رَضِیْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا جب یہ تلقین پڑھی جاتی ہے تو نکیرین میں سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتا ہے واپس چلو اس کے پاس کیا بیٹھنا ہے جسے ہمارے سوالات کے جوابات سکھائے گئے ہیں کسی شخص نے عرض کی یا رسول اللہ اگر اس شخص کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو آپ نے فرمایا اے یا فلان بن حوا کہہ کر ندا کرے (طبرانی وابن مندہ عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ) (۳) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میں مرجاؤں اور تم مجھے دفنا چکے ہو تو تم میں سے کوئی ایک میرے سرہانے کھڑے ہو کر کہے اَیْ صُدَیَّ بْنَ عَجْلَانَ اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَیْهِ مِنَ الدُّنْیَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (رواہ ابن مندہ)۔

بعض لوگ تلقین علی القبر کے اگرچہ منکر ہیں لیکن حضرت ابن حجر نے فرمایا کہ طبرانی کی روایت از ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی اسناد صالح ہے ضیاء نے اپنی کتاب الاحکام میں اس کی قوت بیان کی اور دیگر شواہد بھی اس کے ملتے ہیں جنہیں ہم آگے چل کر دخول شیطان فی القبر کے باب میں بیان کریں گے انشاء اللہ دیگر شواہد کے علاوہ احادیث مبارکہ کے متداول مجموعہ میں لقنوا موتاکم الخ کی روایت نہایت درجہ کی صحیح حدیث ہے بلکہ یہ روایت باصطلاح محدثین متواتر بالمعنی ہے اس کے متعلق اعلٰی حضرت قدس سرہ نے فرمایا۔

رواہ احمد ومسلم و ابوداود والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی سعید الخدری وابن ماجۃ کمسلم عن ابی ھریرۃ وکالنسائی عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنھم (ایذان الاجر) اور یہ روایت امام طبرانی معجم اوسط میں از ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ مشکوٰۃ شریف کتاب

الجنائز باب مایقال عند من حضرہ الموت کی روایۃ ہے لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اپنے
مردوں کو سکھاؤ لا الٰہ الا اللہ رواہ احمد و مسلم، والترمذی، والنسائی ابن ماجہ نہایت صحیح ہے
اسی لئے تلقین میت کے سنت ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اگرچہ بعض محدثین یہاں موتی اسے
قریب الموت مراد لیا ہے اگرچہ یہ معنی بھی صحیح ہے لیکن جمہور کے نزدیک الموتیٰ اسے وہ
شخص مراد لیا ہے۔ جو مر چکا ہو کیوں کہ معنی مجازی اور دوسرا حقیقی ہے اور بلا ضرورت معنیٰ
مجازی لینا ٹھیک نہیں لہٰذا حدیث کا یہ ہی ترجمہ ہوا کہ اپنے مردوں کو کلمہ سکھاؤ اور یہ وقت دفن
کے بعد کا ہے ہمارے احناف کی مشہور کتاب شامی جلد اول باب الدفن بحث تلقین
بعد الموت میں ہے۔ اَمَّا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ فَالْحَدِيْثُ اَیْ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ مَحْمُوْلٌ عَلٰى
حَقِيْقَتِهٖ وَقَدْ رُوِیَ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ اَمَرَ بِالتَّلْقِيْنِ بَعْدَ الدَّفْنِ فَيَقُوْلُ
يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ اُذْكُرْ دِيْنَكَ الَّذِیْ كُنْتَ عَلَيْهَا۔ اہل سنت کے نزدیک یہ حدیث
لقنوا امواتکم اپنے حقیقی معنیٰ پر محمول ہے اور حضور علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے
دفن کے بعد تلقین کرنے کا حکم دیا کہ قبر پر کہنے والا کہے کہ اے فلاں کے بیٹے فلاں تو
اس دین کو یاد کر جس پر تو تھا شامی میں اسی جگہ ہے۔ اِنَّمَا لَا يُنْهٰى عَنِ التَّلْقِيْنِ بَعْدَ
الدَّفْنِ لِاَنَّهٗ لَا ضَرَرَ فِيْهِ بَلْ فِيْهِ نَفْعٌ فَاِنَّ الْمَيِّتَ يَسْتَاْنِسُ بِالذِّكْرِ عَلٰى مَا وَرَدَ
دَنِی لا تا ر دفن کے بعد تلقین کرنے سے منع نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ اس میں کوئی نقصان تو
ہے نہیں بلکہ اس میں نفع ہے کیوں کہ میت ذکر الٰہی سے انس حاصل کرتی ہے جیسا کہ احادیث
میں آیا ہے اس حدیث اور ان عبارات سے معلوم ہوا کہ دفن میت کے بعد اس کو کلمہ طیبہ
کی تلقین (سکھانا) مستحب ہے تاکہ مردہ نکیرین کے سوالات میں کامیاب ہو اور احادیث
مبارکہ میں تلقین کے مختلف طریقے منقول ہیں مثلاً روایت میں ہے کہ۔ عن عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنھما قال سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اِذَا مَاتَ
اَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَاَسْرِعُوْا بِهٖ اِلٰى قَبْرِهٖ وَلْيُقْرَاْ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَاتِحَةَ

البقرۃ وعند رجلیہ بخاتمۃ البقرۃ رواہ البیہقی ، کذا فی المشکوٰۃ۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب تمہارا کوئی ایک مرجاتا ہے تو اسے روکے نہ رکھو بلکہ اسے قبر میں جلد لے جاؤ اور اس کے سرہانے فاتحہ البقرہ اور اس کے پاؤں کیطرف خاتمہ البقرہ پڑھو۔ جن کے متعلق تفصیل فقیر اویسی غفرلہ نے پہلے عرض کردی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اور تلقین کے منقول شدہ کلمات والفاظ اکثر اذان میں موجود ہیں اس پر اہل انصاف غور فرمائیں کہ جب تلقین میت متفق علیہ ہے اور تلقین الفاظ مخصوصہ کا نام نہیں بلکہ مقصد وحید یہی ہے کہ قبر کے غمگین وحزین مسافر کو ایسے کلمات سکھائے جائیں جن کو سن کر وہ شیطان رجیم کے بہکانے میں نہ آئے اور نکیرین کے سوالات کے جوابات بھی دے سکے بحمدہ تعالیٰ یہ تمام باتیں اذان میں ہیں کیونکہ لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ تین جگہ موجود بلکہ اس کے تمام کلمات جواب نکیرین بتلاتے ہیں۔ ان کے سوال تین ہیں۔ (۱) مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کون ہے۔ (۲) مَادِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے (۳) مَاتَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ تو اس محبوب یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتا تھا۔ اب اذان کی ابتداء میں اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور آخر میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ سوال مَنْ رَّبُّکَ کا جواب سکھائیں گے، ان کے سننے سے یاد آئے گا کہ میرا رب اللہ ہے اور اشہد ان محمداً رسول اللہ اشہد ان محمداً رسول اللہ سوال مَاکُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ کا جواب تعلیم کریں گے کہ میں انہیں اللہ کا رسول جانتا تھا اور حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح جواب مَادِیْنُکَ کی طرف اشارہ کریں گے کہ میرا دین وہ تھا جس میں نماز رکن وستون ہے کہ الصلوٰۃ عماد الدین، تو بعد دفن اذان دینا عین ارشاد کی تعلیم ہے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث صحیح متواتر

مذکور میں فرمایا۔

فقیر اویسی غفرلہ کی گذارش

(۱) ملّتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آسانیوں اور اُمّت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر سہولتوں پر غور کیا جائے تو یقیناً اذان علی القبر میں تلقین ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ اُمتِ مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اکثریت ان پڑھوں پر مشتمل ہے بلکہ آجکل تو پڑھے لکھے حضرات بھی دینی و شرعی امور سے ان پڑھ ہیں۔ بلکہ غفلت کا اتنا غلبہ ہے کہ آج اہل علم بھی مسائل شرعیہ سے ناواقف نہیں تو اکثر عمل تہے جاری بالخصوص تلقین قبر اور ان کی دعائیں معمولی علماء کی تو بات ہی کیا بڑے علامہ اور مفتی کہلانے والے بھی یاد نہیں رکھتے آزما کر دیکھئے اور آنکھوں سے ہم نے دیکھا کہ ہزاروں میں کسی ایک خوش قسمت پر عربی عبارات منقولہ از احادیث مبارکہ کے الفاظ تلقین کے طور پڑھے جاتے ہوں ورنہ اکثریت اس مبارک تلقین سے محروم رہتے ہیں حالانکہ تلقین ایک ایسی ضرورت ہے کہ جس سے میّت کی نجات ابدی کا دارومدار ہے۔ جیسا کہ چند روایات و حکایات ہم نے سابقاً لکھی ہیں جب مقصود تلقین ہے اور احادیث مبارکہ میں کسی خاص تلقین کا حکم بھی نہیں بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف یہی مقصد ہے کہ مردہ کی جان رہائی ہو اور فرمایا قبر میں شیطان بہکانے پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے اور آپ نے اس کے بھکانے (پناہ مانگنے) کا حکم بھی فرمایا ہے اور دلائل سے ثابت ہے کہ میّت قبر میں باہر کی جملہ کاروائی سے باخبر ہوتا ہے اور جو عادت قبر کے باہر ہو وہ قبر میں بھی پیش آجاتی ہے بفضلہٖ تعالیٰ اذان علی القبر سے یہ جملہ امور بآسانی طے ہو جاتے ہیں بلکہ باری تعالیٰ کی رحمت سے ہمیں امید ہو جاتی ہے کہ اس کریم نے ہمارے گئے ہوئے مہمان کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا ہوگا۔ اب امور بالا کی تفصیل سنیئے۔

(۱) جب تلقین قبر جانبین کا متفقہ مسئلہ ہے تو پھر اس میں انکار کیوں صرف اسی لئے کہ صورۃ موجودہ اذان کی ہے اور یہ تلقین بنام اذان ہے اس لئے کہ احادیث مبارکہ میں میّت

کی تلقین یا اس کی نجات کیلئے ادعیہ ماثورہ جو منقول ہوئے ہیں انہیں اکثر الفاظ اذان میں موجود ہیں چنانچہ چند روایات فقیر اویسی غفرلہٗ نے تلقین کی ابتدائی بحث میں نقل کیے ہیں وہاں پھر غور سے دیکھیں جنہیں بحمدہ تعالیٰ اذان کے جملہ کلمات مثلاً اللہ اکبر نہ صرف ایک بار بلکہ چھ بار واقع ہے اور اشہدان لا الٰہ الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ کے الفاظ بھی تلقین کے کلمات ہیں اور احادیث مبارکہ میں ضمانت بھی دی گئی ہے کہ تلقین کے بعد میت کو فائدہ ہوتا ہے چنانچہ ہم نے چند روایات پہلے لکھ دی ہیں۔ ایک روایت پھر پڑھیے۔

امام احمد طبرانی و بیہقی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

لَمَّا دُفِنَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ زَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ وَسُوِّیَ عَلَیْہِ سَبَّحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَبَّحَ النَّاسُ مَعَہٗ طَوِیْلًا ثُمَّ کَبَّرَ وَکَبَّرَ النَّاسُ ثُمَّ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ سَبَّحْتَ (زَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ) ثُمَّ کَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَایَقَ عَلٰی ھٰذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُہٗ حَتّٰی فَرَّجَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یعنی جب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کر دی گئی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیر تک سبحٰن اللہ سبحٰن اللہ فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے پھر حضور اللہ اکبر، اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ کہا کئے پھر صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ حضور اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے ارشاد فرمایا اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف اس سے دور کی اور قبر کشادہ فرما دی علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ ای مَازِلْتُ اُکَبِّرُ وَتُکَبِّرُوْنَ وَاُسَبِّحُ وَتُسَبِّحُوْنَ حَتّٰی فَرَّجَہُ اللّٰہُ یعنی حدیث کے معنی یہ ہیں برابر میں اور تم اللہ اکبر اللہ اکبر سبحٰن اللہ، سبحٰن اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی سے انہیں نجات بخشی۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میت پر آسانی کیلئے بعد دفن کے قبر پر اللہ اکبر اللہ اکبر بار بار فرمایا اور یہی کلمہ مبارکہ اذان میں چھ بار ہے تو عین سنت ہوا غایت یہ کہ اذان میں

اس کے ساتھ اور کلمات طیبات زائد ہیں سو ان کی زیادت نہ معاذ اللہ کچھ مضرنہ اس امر مسنون
کے منافی بلکہ زیادہ مفید و مؤید مقصود ہے کہ رحمت الٰہی اتارنے کیلئے ذکر خدا کرنا تھا یہ بعینہ
وہ مسلک نفیس ہے جو دوبارہ تلبیہ اجلہ صحابہ عظام مثل حضرت امیر المؤمنین عمر و حضرت عبداللہ
بن عمر و حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت امام حسن مجتبیٰ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو
ملحوظ ہوا اور ہمارے ائمہ کرام نے اختیار فرمایا ہدایہ میں ہے لَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّخِلَّ بِشَیْءٍ مِّنْ هٰذِهِ
الْکَلِمَاتِ لِاَنَّهٗ هُوَ الْمَنْقُوْلُ فَلَا یَنْقُصُ عَنْهُ وَلَوْ زَادَ فِیْهَا جَازَ لِاَنَّ الْمَقْصُوْدَ الثَّنَاءُ
وَاِظْهَارُ الْعُبُوْدِیَّةِ فَلَا یُمْنَعُ مِنَ الزِّیَادَةِ عَلَیْهِ الخ یعنی ان کلمات میں کمی نہ چاہیے کہ
یہی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں تو ان سے گھٹائے نہیں اور اگر بڑھائے تو جائز
ہے کہ مقصود اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اپنی بندگی کا ظاہر کرنا ہے تو اور کلمے زیادہ کرنے سے ممانعت
نہیں۔ فقیر غفرلہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین
وغیرہا رسائل میں اس مطلب کی قدرے تفصیل کی۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ کی مذکورہ بالا دلیل سے
مخالفین سے یہ وسوسہ دور ہوگیا کہ اگر اذان تلقین ہے تو تلقین مخالفین کے کلمات میں حی علی الصلوٰۃ
اور حی علی الفلاح کا اضافہ کیوں۔ لیکن ان کا ایک وہم باقی رہ جائیگا اس کا ازالہ بھی ضروری ہے اور وہ یہ
کہ اگر یہ تلقین ہے تو اسے اذان کا نام دینا کیوں؟

(جواب) قرآنی قانون ہے اور عرف میں بھی ہے کہ شے کو معمولی سی مناسبت سے موسوم کرنا
جائز ہے۔ خواہ اس شے کا ذکر اس کے ضمن نہ بھی ہو اسی قانون قرآنی سورتوں کے اسماء ہیں چونکہ
اذان القبر کی تلقین میں اکثر الفاظ اذان کے ہیں اور اذان میت کو فائدہ پہنچاتی ہے بنا بریں اسے
موسوم کیا گیا۔

قبر میں شیطان کا دھوکہ دینا

ہم پہلے متعدد روایات لکھ آئے ہیں کہ قبر میں
انسان کو شیطان بہکاتا اور چاہتا ہے کہ مسلمان
یہاں دھوکہ کھاکر جہنم کا ایندھن بنے اسی لیے وہ قبر میں پہونچکر گمراہ کرتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ

عہ حج کے مناسک میں لبیک پکارنا۔

والسلام کے ارشادات سنیئے۔

(۱) ابن ماجہ و بیہقی سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ قال حضرت ابن عمر فی جنازۃ فلما وضعھا فی اللحد قال بسم اللہ و فی سبیل اللہ فلما اخذ فی تسویۃ اللحد قال اللھم اجرھا من الشیطٰن ومن عذاب القبر ثم قال سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھذا مختصر یعنی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب اسے لحد میں رکھا کہا بسم اللہ و فی سبیل اللہ، جب لحد برابر کرنے لگے کہا الٰہی اسے شیطان سے بچا اور عذاب قبر سے امان دے۔ پھر فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سُنا۔

(۲) ترمذی حکیم اقدس سرہ الکریم بسند جید عمرو بن مرہ تابعی سے روایت کرتے ہیں۔ کانوا یستحبون اذا وضع المیت فی اللحد ان یقولوا اَللّٰھُمَّ اَعِذہ من الشیطٰن الرجیم یعنی صحابہ کرام یا تابعین عظام مستحب جانتے تھے کہ جب میّت لحد میں رکھا جائے تو دعا کریں الٰہی اسے شیطان رجیم سے پناہ دے (۳) ابن ابی شیبہ استاذ امام بخاری ومسلم اپنے مصنف میں خیثمہ سے راوی کانوا یستحبون اذا دفنوا المیت ان یقولوا بسم اللہ و فی سبیل اللہ وعلٰی ملۃ رسول اللہ اللھم اجرہ من عذاب القبر وعذاب النار ومن شر الشیطان الرجیم۔ مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو دفن کریں یوں کہیں اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر، الٰہی اسے عذاب قبر و عذاب دوزخ اور شیطان ملعون کے شر سے پناہ بخش؛

(۴) نوادر الاصول میں امام محمد بن علی ترمذی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں ان المیت اذا سئل من ربک یترأی لہ الشیطان فیشیر الٰی نفسہ انی انا ربک الخ جب میت سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے تو شیطان اپنی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔

(ف) حضرت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ یہ قول حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرکے لکھتے ہیں کہ یہ قول احادیث سے بھی مؤید ہے۔

میّت کو قبر میں بچنے کی تدبیر سکھاؤ

جب احادیث مبارکہ سے ثابت ہوگیا

کہ قبر میں ہمارا بڑا اور بڑا دشمن ہمارے جانے والے مسافر کے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہا ہے اور ہم

خاموشی سے تماشائی بنے رہیں بلکہ ڈاکو اور رہزن کے مقابلہ کرنے کی بجائے الٹا اس کی طرف

داری کریں تو پھر ہمارے جیسا غدار اور کون ہوگا جب کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ امت کے

مشفق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ اس میت غریب کی قبر پر کھڑے ہو کر اسے بڑا ڈاکو

اور رہزن سے بچاؤ چنانچہ چند روایات فقیر لکھ چکا ہے۔

یہاں پر امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالی کے اشعار مع ترجمہ و شرح حاضر ہیں ۔

کَانَ یَقُوْلُ الْمُصْطَفٰی تَعَلَّمُوْا ۔ حُجَّتَکُمْ فَاِنَّکُمْ تُکَلَّمُوْا

یعنی (ابن شاہین کی روایت میں ہے کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ

تَعَلَّمُوْا حُجَّتَکُمْ فَاِنَّکُمْ تُسْأَلُوْنَ یعنی تم اپنے جواب اور دلیل کو سیکھو کیوں کہ قبر میں

تم سے سوال اور پرسش ہوگی

فَکَانَتِ الْاَنْصَارُ تُوْصِی الْمُحْتَضَرْ (۳۳) وَمَنْ یُّمَیِّزُ مِنْ غُلَامٍ ذِیْ بَصَرْ

چنانچہ انصار کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی شخص مرنے لگتا تو اس کو قبر کے سوال و جواب

کی تعلیم و تلقین کرتے اور جب بچہ سمجھ دار ہو جاتا تو اس کو یہ یاد کراتے کہ اگر قبر میں اگر سوال

کریں تو اس طرح جواب دینا مَنْ رَّبُّکَ کے جواب میں اَللّٰہُ رَبِّیْ کہنا اور مَا دِیْنُکَ کے

جواب میں اَلْاِسْلَامُ دِیْنِیْ کہنا اور مَنْ نَبِیُّکَ کے جواب میں مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ نبی کہنا۔

تَقُوْلُ اِذْمَا یَسْأَلُوْکَ فَقُلْ (۳۴) وَلَا تَکُنْ فِی الْحَقِّ ذَا تَزَلْزُلٖ

جب فرشتے تجھ سے اگر سوال کریں تو اس طرح جواب دینا اور حق میں متزلزل نہ ہونا۔

اَللّٰہُ رَبِّیْ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ (۳۵) مُحَمَّدٌ نَبِیِّیَ الْاِمَامُ

جواب میں یہ کہنا کہ اللہ میرا رب ہے اور دین میرا اسلام ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم میرے نبی اور پیشوا ہیں۔ (منظومۃ القبور للسیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ)

ذیل میں چند حکایات پڑھئے جن سے معلوم ہوگا کہ ہمارے اس طریقہ کار سے انہیں کتنا

فائدہ ہوتا ہے۔

حکایات ۱

سہل بن عمار نے یزید بن ہارون کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا پوچھا کہ کیا گذری۔ کہا کہ دو سخت فرشتے میرے پاس آئے اور یہ سوال کیا کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ میں نے اپنی سفید داڑھی کو ہاتھ میں پکڑ کر کہا مجھ سے سوال کرنے آئے ہو حالانکہ مجھے تو لوگوں کو قبر کے سوال وجواب کی تعلیم وتفہیم کرتے ہوئے اسی برس گذر گئے اور بڑھاپا آگیا (طحی الفراسیخ)

حکایت ۲

ایک عالم کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ قبر میں کیا گذری اس عالم نے کہا کہ نکرین میرے پاس آئے اور سوال کیا من ربک ومادینک ومن نبیک تو میں نے کہا کہ جواب نثر میں چاہتے ہو یا نظم میں۔ اگر نظم میں جواب چاہتے ہو تو یہ ہے:

ربی اللہ لا الہ سواہ ٭ ورسولی محمد مصطفاہ

ودلیی کتاب ربی ودینی ٭ ہو ما اختارہ لنا وارتضاہ

مذھبی مرتضی وفعلی ذمیم ٭ اسال اللہ عفوہ ورضاہ

یعنی میرا رب اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میرا رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میرا مالک رب تعالیٰ کی کتاب اور میرا دین وہی جسے اس نے اختیار اور پسند کیا میرا مذہب پسندیدہ لیکن میرا اعمال برا ہے میں اس کا عفو اور رضا چاہتا ہوں۔

اذان سے شیطان کا بھاگنا

جب احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ شیطان قبر میں میت کے ساتھ سخت مقابلہ کیلئے بجملہ سازو سامان آتا ہے اور ہمارے حضور اور امت کے غم خوار نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے پناہ لینے بھگانے کا ارشاد بھی فرمایا ہے پھر ہم اس کے بھگانے والے کو روکیں تباہیے پھر روکنے والے کون ہوئے لازماً نتیجہ نکلا کہ جتنا اور جیسے ہو سکے شیطان کو مردے سے دور بھگانا چاہیے

اور احادیث مبارکہ میں شیطان کو بھگانے کا واحد علاج اذان کو بتایا گیا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا اذن المؤذن ادبر الشیطٰن ولہ حصاص جب موذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زنان بھاگتا ہے صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واضح کہ چھتیس میل تک بھاگ جاتا ہے اور خود حدیث میں حکم آیا جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً اذان کہو کہ وہ دفع ہو جائے گا۔ اخرجہ الامام ابو القاسم سلیمٰن بن احمد الطبرانی فی اوسط معاجیمہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مشکوٰۃ شریف باب الاذان میں ہے ہے کہ اذا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ لہ ضراطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ التَّاذِیْنَ، جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان گوز لگاتا ہوا بھاگتا ہے یہاں تک کہ اذان نہیں سنتا۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

غور کیجئے کہ قبر میں سمنیتوں کے علاوہ ڈاکو رہزن شیطان کا حملہ مزید براں اور اذان بحیثیت تلقین کے شرعاً نہ صرف جائز بلکہ مسنون ثابت ہوئی تو پھر کیوں نہ ڈاکو اور رہزن کو بھگایا جائے اسی لیے ہم اہلسنت میت کی خیر خواہی کرتے ہوئے اذان پڑھتے ہیں تو ہمارے اموات سے شیطان بھاگ کر سمندر میں پناہ لیتا ہوگا اس کے بعد اہل قبر اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جی بھر کر زیارت کرتا ہے۔ لیکن بدقسمت وہابی دیوبندی ڈاکو اور رہزن شیطان کو اپنے مردے سے بھگانے کی بجائے گویا اسے بیٹھنے کی دعوت دیتا ہے تاکہ ابلیس اس غریب مسافر سے آسانی کے ساتھ ایمان کی پونجی چھین سکے۔ ناظرین سوچیں کہ مسلمانوں کے خیر خواہ کون ہیں اور بدخواہ کون۔

اذان کے دیگر وہ فوائد جن سے میت قبر میں مستحق ہو سکتا ہے

قبر پر اذان کا سب سے بڑا فائدہ تو وہی ہوا کہ تلقین علی القبر کی سنت پر عمل ہوا اور پھر انسان کا

وہ ازلی دشمن ابلیس جو انسان کو اپنے ساتھ دوزخ کے ایندھن بنانے کا خواہشمند ہے۔ کی شرارت سے کلی نجات ملے گی۔ مزید برآں مندرجہ ذیل اذان کے دیگر فوائد بھی ہیں جن سے میت کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

در مختار جلد اول باب الاذن میں ہے کہ دس جگہ اذان کہنا سنت ہے جس کو اشعار میں یوں فرمایا۔

فَرْضُ الصَّلٰوۃِ وَفِیْ اُذُنِ الصَّغِیْرِ وَفِیْ ∴ وَقْتِ الْحَرِیْقِ وَلِلْحَرْبِ الَّذِیْ وَقَعَا

خَلْفَ الْمُسَافِرِ وَالْغِیْلَانِ اِنْ ظَهَرَتْ ∴ فَاحْفَظْ لِسِتٍّ مَنْ لِلَّذِیْ قَدْ شَرَعَا

وَزِیْدَ اَرْبَعُ ذُوْهَمٍّ وَذُوْغَضَبٍ ∴ مُسَافِرٌ ضَلَّ فِیْ قَفْرٍ وَمَنْ صَرَعَا

(۱) پنجگانہ نماز کے وقت (۲) بچہ کے کان میں (۳) آگ لگنے کے وقت (۴) جب کہ جنگ واقع ہو (۵) مسافر کے پیچھے (۶) جن کے ظاہر ہونے پر (۷) غصہ والے پر (۸) جو مسافر کہ راستہ بھول جاوے (۹) مرگی والے کیلئے (۱۰) غم دور کرنے کیلئے۔

رد المحتار شامی میں اسی کے ماتحت ہے۔

قَدْ یُسَنُّ الْاَذَانُ بِغَیْرِ الصَّلٰوۃِ کَمَا فِیْ اَذَانِ الْمَوْلُوْدِ وَالْمَهْمُوْمِ وَالْمَصْرُوْعِ وَالْغَضْبَانِ وَمَنْ سَاءَ خُلُقُهٗ مِنْ اِنْسَانٍ اَوْ بَهِیْمَةٍ وَعِنْدَ مُزْدَحَمِ الْجَیْشِ وَعِنْدَ الْحَرِیْقِ وَقِیْلَ عِنْدَ اِنْزَالِ الْمَیِّتِ الْقَبْرَ قِیَاسًا عَلٰی اَوَّلِ خُرُوْجِهٖ لِلدُّنْیَا لٰکِنْ رَدَّهُ ابْنُ حَجَرٍ فِیْ شَرْحِ الْعُبَابِ وَعِنْدَ تَغَوُّلِ الْغِیْلَانِ اَیْ تَمَرُّدِ الْجِنِّ

(۱) نماز کے سوا چند جگہ اذان دینا سنت ہے (۲) بچہ کے کان میں (۳) غمزدہ کے لئے (۴) مرگی والے کے لئے (۵) غصہ والے کے کان میں۔ (۶) جس جانور یا آدمی کی عادت خراب ہو اس کے سامنے (۷) لشکروں کے جنگ کے وقت (۸) آگ لگ جانے کے وقت (۹) میت کو قبر میں اتارتے وقت، اس کے پیدا ہونے پر قیاس کرتے ہوئے اس اذان کے سنت ہونے کا ابن حجر علیہ الرحمۃ نے انکار کیا ہے (۱۰) جن کی سرکشی کے وقت۔ علامہ ابن حجر کے انکار کا جواب ہم آگے چل کر عرض

کریں گے (ان شاء اللہ) علاوہ ازیں سحری کے وقت بھی اذان ثابت ہے چنانچہ مشکوٰۃ باب فضل الاذان میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم بلال کی اذان سے رمضان کی سحری ختم نہ کردو وہ تو لوگوں کو جگانے کیلئے اذان دیتے ہیں + معلوم ہوا کہ زمانہ نبوی میں سحری کے وقت بجائے نوبت یا گولے کے اذان دی جاتی تھی لہٰذا سوتے کو جگانے کیلئے اذان دینا سنت سے ثابت ہے اس مختصر بیان سے وہابیوں دیوبندیوں کا وہ وہم دفع ہوا کہ اذان تو نماز کیلئے ہوتی ہے تو پھر قبر پر کیوں اور وہ گاہ بیگاہ تفصیل آتی ہے۔

عشرہ مذکورہ و دیگر فوائد کی تفصیل و دلائل

جو فوائد اذان روایات احادیث و عبارات فقہا سے ثابت ہوئے ہم انہیں تفصیل کے ساتھ دلائل سے لکھتے ہیں تاکہ اہلِ اسلام کو فائدہ ہو

(۱) اذان برائے صلوٰۃ کو تفصیل و دلیل کی ضرورت نہیں (۲) بچہ نومولود کے کان میں اذان کے متعلق حدیث شریف میں ہے۔ اسمیں اختلاف نہیں البتہ یہاں بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس اذان سے بھی شیطان کو بھگانا مطلوب ہے کیوں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت شیطان حرکتیں اور شرارتیں کرتا ہے اس کی شرارت کا علاج یہی اذان ہے۔ اصول فقہ کے قاعدہ کے مطابق مقیس علیہ (منصوص) کی علت جامع مقیس (غیر منصوص) میں پائی جائے تو حکم شرعی ثابت ہو جاتا ہے۔ جیسے یہاں اذان بچے کے کان میں منصوص ہے یہ مقیس علیہ ہوا، اور علۃ جامعہ (شیطان کو دفع کرنا) ہے اور وہی مقیس یعنی قبر پر اذان دینے میں موجود ہے نتیجہ نکلا کہ اذان دینا جائز ہے اگرچہ بچے کی اذان کو سنت اور اذان بحیثیت تلقین کی سنت تو ہے لیکن ہم اذان علی القبر بہیئت کذائیہ کو سنت نہیں بلکہ مستحب کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل آئیگی (انشاء اللہ)

خلاصہ یہ کہ شیطان قبر میں پہنچ کر بہکانے کی شرارت کرتا ہے جیسا کہ تفصیل سے ہم نے روایات لکھیں اس کا یہی مقصد ہے کہ یہ آدم زادہ اس آخری پرچہ میں فیل ہو لیکن اللہ تعالیٰ

اہلسنت علماء کرام کو خوش رکھے کہ انہوں نے اہلِ اسلام کا بھلا کرتے ہوئے میت کے ہاتھ میں

ایسا ہتھیار پکڑا دیا جس سے شیطان خائب و خاسر ہوکر بھاگتا ہے۔ اس کے بعد مسلمان امتحان میں

کامیاب ہو کر بہشت کی دائمی نعمتوں میں شاد و آباد رہتا ہے۔ لیکن بدقسمت ہے جو شیطان

کو اس کی کاروائی میں اسے ڈھارس دیتا ہے۔

قبر کی وحشت اذان دور کرتی ہے

کسے معلوم نہیں کہ قبر کی وحشت عذاب قبر سے کچھ کم نہیں۔ چنانچہ

چند روایات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر پر کھڑے ہو کر اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی

عرض کی گئی آپ جنت و نار کے ذکر سے نہیں روتے لیکن قبر کے ذکر پر خوب روتے ہیں

آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اس سے

نجات مل گئی تو اس کے بعد معاملہ آسان ہے ورنہ آنے والا تمام معاملہ سخت تر (حاکم

ابن ماجہ، بیہقی)

(۲) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے قبر سے اور کوئی ہولناک منظر نہیں

دیکھا (حاکم وغیرہ)

(۳) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قبر میں میت پانی میں غرق شدہ فریادی

کیطرح ہوتا ہے۔ الخ (بیہقی)

اذان وحشت کو دور کرتی ہے ابونعیم اور ابن عساکر نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت فرمائی نَزَلَ اٰدَمُ بِالْھِنْدِ وَاسْتَوْحَشَ فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ فَنَادٰی بِالْاَذَانِ۔

حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں اترے اور ان کو سخت وحشت ہوئی پھر جبرائیل

آئے اور اذان دی اسی طرح مدارج النبوت جلد اول (باب سوم در بیان آیات شرف

دے) میں ہے قطع نظر مذکورہ بالا روایات کے ویسے عقلی طور بھی سمجھا جاتا ہے کہ

میت بھی اس وقت عزیز و اقارب سے چھوٹ کر تیرہ و تاریک مکان میں اکیلا پہنچتا ہے
سخت وحشت ہے اور وحشت میں حواس باختہ ہو کر امتحان میں ناکامی کا خطرہ ہے اذان سے دل کو
اطمینان ہوگا جوابات درست دے گا اور یہی ہمارا مطلوب ہے۔

(۴) مذکورہ بالا روایات اور عقلی دلائل سے ہم نے اوپر عرض کیا ہے کہ میت قبر میں مغموم
ومہموم ہوتا ہے اور اذان کی برکت سے غم دور ہوتا ہے اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے
مسند الفردوس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

رَاٰنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَزِیْنًا فَقَالَ یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اِنِّیْ
اَرَاکَ حَزِیْنًا فَمُرْ بَعْضَ اَھْلِکَ یُؤَذِّنُ فِیْ اُذُنِکَ فَاِنَّہٗ دَرْءُ الْھَمِّ

مجھ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رنجیدہ دیکھا تو فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ تم کو رنجیدہ پاتا
ہوں تم کسی کو حکم دو کہ تمہارے کان میں اذان کہہ دے کیوں کہ اذان غم کو دور کرنے والی ہے
بزرگانِ دین حتی کہ ابن حجر علیہ الرحمۃ بھی فرماتے ہیں کہ جَرَّبْتُہٗ فَوَجَدْتُہٗ کَذٰلِکَ کذا
فِی الْمِرْقَاتِ۔ مرقاۃ شروع باب الاذان میں ہے یعنی میں نے اس کو آزمایا مفید پایا اب
مردے کے دل پر اس وقت جو صدمہ ہے اذان کی برکت سے دور ہوگا سرور حاصل ہوگا۔ فقیر
اویسی غفرلہ نے بھی اسے آزمایا ہے آپ بھی آزما کر دیکھئے اور یہی ہمارا مقصد ہے کہ ہمارا قبر کا مسافر
مغموم ومحزون نہ ہو

اذان آگ کو بھی بجھاتی ہے اور غضب الٰہی کو بھی

خدا نہ کرے قبر میں میت
غضب الٰہی سے دوزخ کی آگ کا نشانہ نہ بن جائے خدانخواستہ یہ صورت درپیش ہو اور ہم
اس کے حالات سے بے خبر ہیں تو پھر ہماری اذان سے اس غریب میت سے غضب الٰہی
بھی معاف ہو جائے اور دوزخ کی آگ بھی ٹھنڈی پڑ جائے تو کونسا نقصان ہے اور دلائل
سے ثابت ہے کہ اذان کی برکت سے لگی ہوئی آگ بجھتی ہے ابو یعلیٰ نے ابو ہریرہ رضی اللہ

عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَطْفِئُوا الحریق بالتکبیر (آگ کو تکبیر سے بجھاؤ) ابن عدی حضرت عبداللہ بن عباس اور وہ اور ابن السنی وابن عساکر حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذا رأیتم الحریق فکبروا فانہ یطفئ النار جب آگ دیکھو اللہ اکبر اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو وہ آگ کو بجھا دیتا ہے علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں فکبروا ای قولوا اللہ اکبر اللہ اکبر وکرروہ کثیرا مولانا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری اس حدیث کی شرح میں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس دیر تک اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے۔ لکھتے ہیں اَلتکبیرُ علیٰ ھٰذا لاطفاءِ الغضبِ الالٰھی ولٰذا ورد استحبابُ التکبیرِ عندَ رؤیۃِ الحَریق اب یہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا غضب الٰہی کے بجھانے کو ہے ولہذا آگ لگی دیکھ کر دیر تک تکبیر مستحب ٹھہری) وسیلۃ النجاۃ میں حیرۃ الفقہ سے منقول حکمت در تکبیر آنست بر اہل گورستان کہ رسول علیہ السلام فرمودہ است اذا رأیتم الحریق فکبروا چوں آتش در جائے افتد واز دست شما بر نیاید کہ بنشانید تکبیر بگوئند کہ آتش بہ برکت آں تکبیر فرو نشیند چوں عذاب قبر باتش ست و دست شما باں نمی رسد تکبیر بباید گفت تا مردگاں از آتش دوزخ خلاص یابند یہاں سے بھی ثابت کہ قبر مسلم پر تکبیر کہنا فرد سنت ہے تو اذان میں تکبیر موجود ہے باقی رہا کہ اذان میں اضافہ الفاظ ہے تو وہ ہمارے لیے مضر نہیں کیوں کہ اذکار مسنونہ پر الفاظ بڑھانا جائز ہے جیسا کہ پہلے گذرا۔

(۶) اذان ذکر الٰہی ہے اسمیں شک ہو تو دیکھیے۔ ہدایہ میں ہے فان اذن علیٰ غیر وضوء جاز لانہ ذکر اور بنایہ علی الہدایہ للعینی میں ہے۔ ای لان الاذان ذکر فکان الوضوء فیہ مستحبا کما فی قراءۃ القرآن ولا شک ان القراءۃ افضل من الاذان فاذا جاز بلا طہارت فالاذان اولیٰ ۱۲ انتہٰی کلام العینی تو اذان کے ذکر الٰہی ہونے کے باوجود اذان سے ممانعت ذکر الٰہی سے ممانعت ہے اور یہ سخت برا ہے کیوں کہ ذکر الٰہی تو ہر حال میں ضروری ہے۔ الا فی وقت قضاء الحاجۃ۔ چنانچہ علامہ ابن حجر خود ہی نقل کرتے ہیں

والا فذکر اللہ تعالیٰ محبوب علے کل حال الا فی وقت قضاء الحاجۃ ھ اور عینی کی مذکورہ عبارت ولا شک ان القراءۃ افضل من الاذان فاذا جاز یلۂ طہارت فالاذان اولیٰ اھ کے مطابق تو اذان علی القبر بطریق اولیٰ جائز ہونی چاہیے کیوں کہ قرات قرآن علی القبر بلا ریب وعیب جائز ہے۔ چنانچہ احادیث شریفہ واقوال صحیحہ اس باب میں بے شمار وارد ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر وقت جائز ہے اور اذان بھی ذکر الٰہی ہے اور مانا گیا ہے کہ ذکر اللہ کی برکت سے عذابِ قبر دور ہوتا ہے اور قبر فراخ ہوتی ہے تنگیِ قبر سے نجات ملتی ہے امام احمد وطبرانی و بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن کا واقعہ نقل کرکے روایت کی۔ سَبَّحَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ کَبَّرَ وَکَبَّرَ النَّاسُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ سَبَّحْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَایَقَ عَلٰی ھٰذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُہٗ حَتّٰی فَرَّجَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُ بعد دفن حضور علیہ السلام نے سبحان اللہ سبحان اللہ فرمایا پھر اللہ اکبر حضور نے بھی فرمایا اور دیگر حضرات نے بھی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ تسبیح و تکبیر کیوں پڑھی ارشاد فرمایا کہ اس صالح بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی۔ اللہ نے قبر کو کشادہ فرمایا اس کی شرح میں علامہ طیبی فرماتے ہیں۔ اَیْ مَازِلْتُ اُکَبِّرُ وَتُکَبِّرُوْنَ وَاُسَبِّحُ وَتُسَبِّحُوْنَ حَتّٰی فَرَّجَہُ اللّٰہُ یعنی ہم اور تم لوگ تسبیح و تکبیر کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے قبر کو کشادہ فرمادیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ کوئی چیز ذکر خدا سے زیادہ عذاب خدا سے نجات بخشنے والی نہیں۔ رواہ الامام احمد عن معاذ بن جبل و ابن ابی الدنیا والبیہقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اور اذان کیلئے بھی وارد ہے کہ وہ ذکر الٰہی کیوجہ سے عذاب کو ٹالتی ہے۔

طبرانی معاجیم ثلاثہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اذا اذن فی قریۃ امنھا اللہ من عذابہ فی ذلک الیوم

وشاهده عنده فی الکبیر من حدیث معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ[۱]

اور بے شک اپنے بھائی مسلمان کیلئے ایسا عمل کرنا جو عذاب سے منجی ہو شارع جل وعلا کو محبوب ومرغوب، مولانا علی قاری رحمۃ الباری شرح عین العلم میں قبر کے پاس قرآن پڑھنے اور تسبیح ودعائے رحمت ومغفرت کرنے کی وصیت فرما کر لکھتے ہیں فان الاذکار کلھا نافعۃ لہ فی تلک الدار کہ ذکر جس قدر ہیں سب میت کو قبر میں نفع بخشتے ہیں۔ امام بدرالدین محمود عینی شرح صحیح بخاری میں زیر باب موعظۃ المحدث عند القبر فرماتے ہیں مصلحۃ المیت ان یجتمعوا عندہ لقراءۃ القرآن والذکر فان المیت ینتفع بہ میت کیلئے اس میں مصلحت کہ مسلمان اس کی قبر کے پاس جمع ہو کر قرآن پڑھیں ذکر کریں کہ میت کو اس سے نفع ہوتا ہے جب شرعاً اذان ذکر الٰہی ہے اور وہ عذاب وغضب الٰہی کو دفع بھی کرتی ہے اور میت کو اس کیلئے ضرورت بھی ہے پھر بھی کوئی لاعلمی کی بیماری میں مبتلا ہے تو پھر خدا جانے اور وہ۔

ہر درد کی دوا ہے نام محمد

قبر میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی سوال ہوگا اس وقت بعض بد قسمت درلا ادری، کہیں گے لیکن جن کے دل میں عشق مصطفیٰ موجزن ہوگا وہ الٹا نکیرین کو اپنی داستان یوں سنائے گا جسے ہمارے شاعر نے قلمبند فرمایا ہے ؎

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں ∴ گر اٹھائیں فرشتے تو اُن سے یوں کہوں
اُن کے پائے ناز سے کیوں اُٹھوں ∴ مر کے پہونچا ہوں اس دلربا کے واسطے

لیکن قبر کی وحشت اور دنیا کے تعلقات سے بچھڑ جانے اور اہل وعیال سے مفارقت پر گھبراہٹ ہوگی عوام مسلمان ایسے وقت پر ایسے معلومات بھلا بیٹھتے ہیں یاد دلانے پر فوراً

(حاشیہ ازص ۔ سے)

[۱] تینوں معجموں میں یعنی معجم صغیر، معجم اوسط، معجم کبیر میں [۲] اس حدیث کی شاہد طبرانی کے نزدیک معجم کبیر میں حضرت معقل بن یسار کی روایت کردہ حدیث ہے۔

متنبہ ہو جاتے ہیں۔ اسی لیئے اذان اسے مفید ہوئی دوسرا یہ کہی ہے کہ ذکر مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باعث نزول رحمت حق ہے اگر ذکر مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ذکر حق نہیں مانتا تو اس کی بدقسمتی ہے ورنہ دلائل سے ثابت ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک عین ذکر خدا ہے چنانچہ مفسرین نے "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" کے ماتحت لکھا ای بذکر محمد واصحابہ شفاوغیرہ اور امام ابن عطا پھر امام قاضی عیاض وغیرہما ائمہ کرام تفسیر قولہٗ تعالیٰ ورفعنالک ذکرک میں فرماتے ہیں۔ جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک فقد ذکرنی میں نے تمہیں اپنی یادوں سے ایک یاد کیا جو تمہارا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے اور ذکر الٰہی بلاشبہ رحمت اترنے کا باعث ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیح حدیث میں ذکر کرنے والوں کی نسبت فرماتے ہیں۔ حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ۔ انہیں ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ اور چین اترتا ہے رواہ مسلم والترمذی عن ابی ھریرۃ وابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(ف) ویسے ہر محبوب خدا کا ذکر محل نزول رحمت ہے۔ اور امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ نیکیوں کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی اترتی ہے ابوجعفر بن ہمدان نے ابوعمرو بن نجید سے اسے۔ بیان کر کے فرمایا فرسُولُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ وسلم رأس الصلحین تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو سب صالحین کے سردار ہیں۔ پس بلاشبہ جہاں اذان ہو گی رحمت الٰہی اترے گی اور بھائی مسلمانوں کیلئے وہ فعل جو باعث نزول رحمت ہو شرع کو پسند ہے۔

حدیثوں سے ثابت ہے کہ مُردے کو اس نئے مکان تنگ و تاریک میں سخت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے۔ اذان دافع وحشت و باعث اطمینان خاطر ہے کہ وُہ ذکر خدا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ سن لو خدا کے ذکر سے دل

بیٹھ پاتے ہیں ۔

اذان شعار اسلام ہے

شرعاً ثابت ہے کہ اذان شعائر سے ہے اور قبر میں میت کو شعائر اسلام کی تذکیر مقصود ہے اس کے شعائر اسلام ہونے میں فقہاء کرام کا اتفاق ہے امام نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ منہاج میں لکھتے ہیں کہ ۔

لما اشتمل علیه من قواعد التوحید واظهار شعائر الاسلام

وعلانه وقیل لباسه من وسوسة الانسان عند الاعلان

ہم نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اذان بھی تلقین کا ایک طریقہ ہے تو پھر جسطرح باقی طرق پر تلقین مشروع ہے کیوں کہ اسمیں کوئی کلمہ بھی ایسا نہیں جس میں دین اور اسلام کا اظہار نہ ہو ۔

آخری بحث التلقین

یہاں تک ہم نے اذان کے بارے بحیثیت تلقین گفتگو کی اس لیے کہ تلقین علی القبر متفق علیہ مسئلہ ہے اور ہیئت کذائیہ کی تبدیلی سے مخالفین چونک پڑے اور یہ ان کی پرانی عادت ہے کہ یہ بنائے فی سبیل اللہ فساد ،، اہل سنت کے ہر مسئلہ میں کوئی روڑہ اٹکا کر عوام کو انتشار میں پھنسا دیں گے ورنہ ہزاروں مسائل میں ہیت کذائیہ تبدیلی ہوئی اور ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی اس کے متعلق فقیر اویسی غفرلہ نے سینکڑوں مثالیں ،، العصمة عن البدعة ،، کتاب میں بیان کی ہیں خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اذان علی القبر ،، تلقین کا ایک طریقہ ہے اور تلقین سنت ہے تو اسی معنی پر اذان اپنے اصل کے اعتبار (تلقین) سے سنت ہے اس کی ہیئت کذائیہ مستحب ہے ۔

باب دوم

قطع نظر تلقین علی المیتہ ماننے کے شریعت کے دیگر قواعد ضوابط سے اذان علی القبرہ استحباب بلا انکار ثابت ہو سکتی ہے۔ چند قواعد (باب اول) میں ضمناً مذکور ہو چکے ہیں۔ مثلاً ہم نے لکھا (۱) اذان شعائر اسلام ہے (۲) حضور علیہ السلام اور اولیاء کرام کے ذکر سے دفع عذاب وغیرہ (۳) اذان ذکر الٰہی ہے، (۴) اذان عذاب وغضب الٰہی اور آگ کو بجھاتی ہے۔ (۵) قبر کی وحشت کی دوری (۶) اذان شیطان کے بھگانے کا ہتھیار ہے وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ مذکورہ بالا دلائل کے دو اسلام کا ضابطہ"

اصل الاشیاء الاباحۃ

اصل الاشیاء الاباحۃ مشہور ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ جب کوئی فعل مباح ہو لیکن اس سے خیر کی نیت اور دیگر فوائد دینی ملحوظ ہوں تو وہ مباح مستحب ہو جاتا ہے اس معنی پر قبر پر اذان دینا باعث ثواب ہے + شامی باب سنن الوضوء میں ہے اَلْاَصْلُ فِی الْاَشْیَاءِ الْاِبَاحَۃُ تمام چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں یعنی جس کو شریعت مطہرہ منع نہ کرے وہ مباح ہے اور جو مباح کام نیت خیر سے کیا جاوے وہ مستحب ہے + شروع مشکوٰۃ میں ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ + شامی بحث سنن الوضو میں ہے اِنَّ الْفَرْقَ بَیْنَ الْعَادَۃِ وَالْعِبَادَۃِ هُوَ النِّیَّۃُ الْمُتَضَمِّنَۃُ لِلْاِخْلَاصِ عادت اور عبادت میں فرق نیت اخلاص سے ہے یعنی جو کام بھی اخلاص سے کیا جاوے وہ عبادت ہے اور جو کام بغیر اخلاص کے ہو وہ عادت در افتاد مستحبات الوضو میں ہے وَمُسْتَحَبُّہٗ هُوَ مَا فَعَلَہُ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَرَّۃً وَتَرَکَہٗ اُخْرٰی وَمَا اَحَبَّہُ السَّلَفُ مستحب وہ کام ہے جس کو حضور علیہ السلام نے کبھی کیا اور کبھی نہ کیا اور وہ بھی ہے جس کو گذشتہ مسلمان اچھا جانتے ہوں شامی بحث دفن زیر عبادت وَلَا یَخْصُصُ سے وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَارَاٰہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللہِ حَسَنٌ جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ ان عبارات سے ثابت ہوا کہ چونکہ اذان قبر شریعت میں منع نہیں لہٰذا مباح یعنی جائز ہے۔ اور چونکہ اس کو بہ نیت اخلاص مسلمان بھائی کے نفع کیلئے کیا جاتا

ہے لہٰذا یہ مستحب ہے اور چونکہ مسلمان اس کو اچھا سمجھتے ہیں لہٰذا یہ عنداللہ اچھی ہے مخالفین کے پیشوا نے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب العقائد ص ۱۴ میں لکھا کہ جب کسی نے سوال کیا ہے کہ تلقین بعد دفن ثابت ہے یا نہیں تو جواب دیا یہ مسئلہ عہد صحابہ میں سے مختلف فیہا ہے اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ تلقین کرنا بعد دفن اس پر مبنی ہے جس پر عمل کرے درست ہے
+ رشید احمد گنگوہی

میت کیلئے ثابت قدمی

بار بار لکھا جا چکا ہے کہ قبر میں انسان کو سب سے بڑا مقابلہ شیطان کا ہے اسی لیے حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دفن کرنے کے بعد تلقین کے علاوہ دعائیں فرمائیں بلکہ دوسرا ان کو بھی فرمایا کہ اس کیلئے ثابت قدمی کی دعا کرو چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(۱) ابو داؤد و حاکم بیہقی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ قَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَسَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْأَلُ۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر وقوف فرماتے اور ارشاد کرتے اپنے بھائی کیلئے استغفار کرو اور اس کیلئے جواب نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا۔

(۲) سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقِفُ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَمَا سُوِّيَ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ نَزَلَ بِكَ صَاحِبُنَا وَخَلَّفَ الدُّنْيَا خَلْفَ ظَهْرِهٖ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ نُطْقَهٗ وَلَا تَبْتَلِهٖ فِيْ قَبْرِهٖ بِمَا لَا طَاقَةَ لَهٗ بِهٖ
یعنی جب مردہ دفن ہو کر قبر درست ہو جاتی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرتے یا الٰہی ہمارا ساتھی تیرا مہمان ہوا اور دنیا اپنے پس پشت

چھوڑ آیا الہٰی سوال کے وقت اس کی زبان درست رکھ اور قبر میں اس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہ ہو۔ ان حدیثوں اور دیگر احادیث وغیرہ سے ثابت ہوا کہ دفن کے بعد دعائے سنت ہے۔

نکتہ ! امام محمد بن علی حکیم ترمذی قدس سرہ الشریف دعا بعد دفن کی حکمت میں فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ بجماعت مسلمین ایک لشکر تھا کہ آستانہ شاہی پر میت کی شفاعت و عذر خواہی کیلئے حاضر ہوا اور اب قبر پر کھڑے ہو کر دعا یہ اس لشکر کی مدد ہے کہ یہ وقت میت کی مشغولی کا ہے کہ اسے اس نئی جگہ کا ہول اور نکیرین کا سوال پیش آنے والا ہے۔ نقلہ المولی جلال الملۃ والدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرح الصدور اور استحباب دعا کا دنیا میں کوئی منکر نہ ہو گا امام آجری فرماتے ہیں۔ یَسْتَحِبُّ الْوُقُوْفُ بَعْدَ الدَّفْنِ قَلِیْلًا وَالدُّعَا لِلْمَیِّتِ مستحب ہے کہ دفن کے بعد کچھ دیر کھڑے رہیں اور میت کیلئے دعا کریں ع اسی طرح اذکار امام نووی و جوہرہ نیرہ و درمختار وفتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں ہے طرفہ یہ کہ اسحٰق صاحب دہلوی نے مائۃ مسائل میں اسی سوال کے جواب میں کہ بعد دفن قبر پہ اذان کیسی ہے فتح القدیر و بحر الرائق و نہر الفائق وفتاوی عالمگیریہ سے نقل کیا کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا سنت سے ثابت ہے اس سے ہملا مدعا ثابت کہ اذان خود دعا ہے بلکہ بہترین دعا سے ہے کہ وہ ذکر الہٰی ہے اور ہر ذکر الہٰی دعا تو وہ بھی سنت ثابتہ کی ایک فرد ہوئی۔ مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف فرماتے ہیں۔ کُلُّ دُعَاءٍ ذِکْرٌ وَکُلُّ ذِکْرٍ دُعَاءٌ ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سب دعاؤں سے افضل دعا الحمد للہ ہے اخرجہ الترمذی وحسنہ والنسائی وابن حبان والحاکم وصححہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحیحین میں ہے ایک سفر میں لوگوں نے باآواز بلند اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنا شروع

کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو اپنی جانوں پر نرمی کرو انکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا البصیر ! تم کسی بہرے یا غائب سے دعا نہیں کرتے ہو سمیع بصیر سے دعا کرتے ہو) دیکھو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور خاص کلمہ اللہ اکبر کو دعا فرمایا تو اذان کے بھی ایک دعا اور فرد مسنون ہونے میں کیا شک رہا۔ یہ تو واضح ہو گیا کہ بعد دفن میت کیلئے دعا سنت ہے اور علماء فرماتے ہیں آداب دعا سے ہے کہ اس سے پہلے کوئی عمل صالح کرے

اذان علی القبر کا عوام بلکہ خواص کو عظیم فائدہ

خلاصہ یہ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کیلئے ثابت قدمی کی دعا فرمائی اور بتایا کہ یہی وقت میت کو دشمن شیطان سے بچانے کا اور ظاہر ہے کہ دشمن سے بچنے بچانے کیلئے ہر طرح کے ہتھیار استعمال جائز ہیں ہم نے احادیث مبارکہ سے ثابت کیا ہے کہ اذان سے شیطان بھاگتا ہے اور پھر اذان کے اختتام پر کلمہ پڑھنا ہر مسلمان کا عام طریقہ ہے بلکہ عام دیہاتیوں اور دین پسند شہریوں کی عادت ہے کہ اذان شروع ہوتے ہی خاموش ہو جاتے ہیں اور ویسے شرعی مسئلہ بھی ہے کہ اذان خاموشی سے سننا چاہیے ورنہ خاتمہ ایمان پر نہ ہونے کا خطرہ ہے اس سے لازماً ہمارے قبر کے مسافر کو ثابت قدمی پر بہت بڑی مدد ملے گی کہ جب اذان سُنے گا تو ادھر منکر نکیر سوال کریں گے تو اپنی عادت کے مطابق نکیرین سے کہے گا ذرا ٹھہریے اذان سننے دیجیے جب اذان ختم ہو گی تو عادت مالوفہ پر پڑھے گا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہی نکیرین کا جواب ہے اس پر اسے بہشت کی خوشخبری سنائی جائے گی۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ زندگی میں نیک عادت ڈالنی چاہیے تاکہ قبر میں اسی نیک عادت کیوجہ سے دائمی نجات حاصل ہو۔

قبر میں اذان کا جواب

اذان سن کر بہت سے خوش قسمت اذان کا جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ

یحیٰ ابن معین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک گورکن نے کہا کہ ان قبروں میں سے جو کچھ میں نے سنا اسمیں سے زیادہ تر عجیب یہ بات ہے کہ میں نے ایک قبر سے مریض جیسے رونے کی آواز سنی اور ایک قبر سے سنا کہ موذن اذان دیتا ہے اور میت قبر سے اس کا جواب دیتا ہے اخرجہ اللہ لکانی فی السند (طی الفراسخ ص ۳۹۵)

چنانچہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ اللہ تعالیٰ

دیگر چند دلائل

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس مسئلہ کو مذکورہ بالا دلائل کے مندرجہ ذیل استدلالات سے بھی اذان علی القبر کو واضح فرمایا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

عمل صالح کے بعد دعا مستجاب

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ بعد دفن میت کے لیے دعا سنت ہے اور علماء کرام فرماتے ہیں کہ آداب دعا سے ہے کہ اس سے پہلے کوئی عمل صالح کرے

دنیا میں عادت نیک ہو تو قبر میں کام آئے گی

یہ ایک مستقل موضوع ہے میں صرف ایک حدیث پر اکتفا کرتا ہوں۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ ہر مردے کو قبر میں سورج ڈوبتا نظر آتا ہے جب اس سے نکیرین سوال کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے دعونی اصلی (رواہ ابن ماجہ) مجھے نماز تو پڑھنے دو، شارحین فرماتے ہیں کہ یہ اس شخص کیلئے ہوگا جس کو دنیا میں نماز کی عادت ہوگی اور سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قبر میں نکیرین آئیں گے تو ہم ہوش میں ہونگے آپ نے فرمایا ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر ہم نکیرین سے نبٹ لیں گے۔

(الحاوی للفتاوی)

بہر حال قبر میں داخل کرنے کے بعد میت کو ہمارے تعاون کی سخت ضرورت ہے
اور ہم اپنے امکان پر جسطرح ہو سکے اس کی مدد کریں تاکہ اس کی نجات ہو اور تعاون کی
صورتیں مختلف ہیں منجملہ ان کے قبر پر اذان دینا بھی ہے جو ہر علاقہ میں اور ہر انسان
پڑھ سکتا ہے جس سے تلقین میت بھی ادا ہوتی ہے اور اس کی ثابت قدمی کی امداد بھی۔
پھر جو شخص اذان سے روکتا ہے وہ اپنے مسلم بھائی کا دشمن ہے حالانکہ ہمیں حضور علیہ
السلام نے ہر مسلم بھائی کی مدد کا حکم فرمایا اور اجر و ثواب کا وعدہ بھی۔

امام شمس الدین محمد بن الجزری کی حصن حصین شریف میں ہے اداب الدعاء
مِنْهَا تقدیم عملِ صالح و ذکرہٗ عند الشدّۃ علامہ علی قاری حرز ثمین میں فرماتے
ہیں یہ ادب حدیث ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ابو داود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ
و ابن حبان نے روایت کی ثابت ہے اور شک نہیں کہ اذان بھی عمل صالح ہے تو دعا پر اس
کی تقدیم مطابق مقصود ہوئی اذان کے بعد دعا مستحب ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہیں ثنتان لا تُرد دان الدعاء عِندَ النداء و عند الباس دو
دعائیں رد نہیں ہوتیں ایک اذان کے وقت اور ایک جہاد میں جب کفار سے لڑائی شروع ہو
اخرجہ ابو داود و ابن حبان و الحاکم بسند صحیح عن سہل بن سعد الساعدی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِذا نادی المنادی فتحت
اَبْوَابُ السَّماءِ و استُجِیْبُ الدُّعاءُ جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے آسمان کے
دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے اخرجہ ابو یعلی و الحاکم عن
ابی امامہ الباھلی و ابو داؤد الطیالسی و ابو یعلی و الضیاء فی المختارہ بسند
حسن عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ اذان
اسباب اجابت دعا سے ہے اور ایسے وقت میں میت کیلئے دعا برائے ثابت قدمی مطلوب ہے
اور وہ الحمد للہ ہم اہلسنت میں رائج ہے اور منکرین محروم۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

یُغْفَرُ لِلْمُؤَذِّنِ مُنْتَهٰی اَذَانِهٖ وَیَسْتَغْفِرُ لَهٗ كُلُّ رَطْبٍ وَّیَابِسٍ سَمِعَهٗ

اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے مؤذن کیلئے اتنی ہی وسیع مغفرت آتی ہے اور جس تر و

خشک چیز کو اس کی آواز پہنچتی ہے اذان دینے والے کیلئے استغفار کرتی ہے۔

اخرجه الامام احمد بسند صحیح واللفظ والبزاز والطبرانی

فی الکبیر عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما ونحوه عند احمد

وابی داود والنسائی وابن ماجة وابن خزیمه وابن حبان من حدیث ابی

هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه وصدره عند احمد والنسائی بسند حسن جید

عن براء بن عازب والطبرانی فی الکبیر عن ابی امامة وله فی الاوسط

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنهم۔

یہ پانچ حدیثیں ارشاد فرماتی ہیں کہ اذان باعث مغفرت ہے اور بے شک مغفور کی

دعا زیادہ قابلِ قبول و اقرب باجابت ہے اور خود حدیث میں وارد ہے کہ مغفوروں سے

دعا منگوانی چاہیے امام احمد مسند میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ

اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ جب تو حاجی سے ملے اسے سلام کر اور مصافحہ کر

اور قبل اس کے وہ اپنے گھر میں داخل ہو اس سے اپنے لیے استغفار کرا کہ وہ مغفور

ہے [illegible] سلام بعد دفن میت اپنے میں کسی بندہ صالح سے اذان [illegible]

[illegible] حاصل [illegible] ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی مغفرت ہو پھر میت کیلئے

[illegible] کہ مغفور کی دعا میں زیادہ اجابت کی امید ہے تو کیا گناہ ہوا بلکہ عین مقاصد

شرع کے مطابق ہوا اذان ذکر الٰہی دافع عذاب ہے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

[illegible]

افسوس منکرین پر

مجھے منکرین پر تعجب اور سخت افسوس ہوتا ہے کہ اہل اسلام میں نیکی اور خیر پھیلانے کی بجائے روکتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے "مناع للخیر"، ایک ولد الزنا کی علامت بتائی ہے حالانکہ ہم بحیثیت مسلمان ہونے کے نیکی پھیلانے اور درد بھروں کے دکھ درد ٹالنے کیلئے ہیں۔ اور اذان علی القبر کے فوائد سننے کے باوجود جو کوئی روکتا ہے تو دل میں یہ سوچ لے کہ وہ مناع للخیر تو نہیں قطع نظر اس کے کہ اذان ذکر الٰہی ہے اور ذکر الٰہی جہاں ہو جب ہو ہر وقت جائز ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً اے ایمان والو اللہ کا ذکر کرو بکثرت ذکر کرنا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اکثر وا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون اللہ کا ذکر اس درجہ بکثرت کرو کہ لوگ مجنون بتائیں اخرجہ احمد وابو یعلی وابن حبان والحاکم والبیہقی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صححہ الحاکم وحسنہ الحافظ ابن حجر اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذکر اللہ عند کل وشجر ہر سنگ وشجر کے پاس اللہ کا ذکر کر۔ اخرجہ الامام احمد فی کتاب الذھد والطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں لم یفرض اللہ علی عبادہ فریضۃ الاجعل لھا حداً معلوما ثم عذر اھلھا فی حال العذر غیر الذکر فانہ لم یجعل لہ حداً ینتھی الیہ ولم یعذر احداً فی ترکہ الا مغلوباً عقلہ وامرلھم بہ فی الاحوال ھا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی فرض مقرر نہ فرمایا مگر یہ کہ اس لیے ایک حد معین کردی پھر عذر کی حالت میں لوگوں کو اس سے معذور رکھا مگر وہ جس کی عقل سلامت نہ رہے اور بندوں کو تمام احوال میں ذکر کا حکم دیا ان کے شاگرد امام مجتہد فرماتے ہیں الذکر الکثیر ان لا یتناھی ابداً ذکر کثیر یہ ہے کہ کبھی ختم نہ ہو ذکرھا فی المعالم وغیرھا تو ذکر الٰہی ہمیشہ ہر جگہ محبوب ومرغوب ومطلوب ومندوب ہے جس سے ہرگز

ممانعت نہیں ہو سکتی۔ جب تک کسی خصوصیت خاصہ میں کوئی نہی شرعی نہ آئی ہو اور اذان بھی قطعاً ذکرِ خدا ہے پھر خدا جانے کہ ذکر خدا سے ممانعت کی وجہ کیا ہے ہمیں حکم ہے کہ ہر سنگ و درخت کے پاس ذکر الٰہی کریں۔ قبر مومن کے پتھر کیا اس حکم سے خارج ہیں خصوصاً بعد دفن ذکر خدا کرنا تو خود حدیثوں سے ثابت اور بتصریح ائمہ دین مستحب و لہٰذا امام اجل ابو سلیمان خطابی دربارہ تلقین فرماتے ہیں۔ لا نجد له حديثا مشهورا ولا باس به اذ ليس فيه الا ذكر الله تعالیٰ الی قوله وكل ذلك حسن ہم اس میں کوئی حدیث مشہور نہیں پاتے اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اسمیں نہیں ہے مگر خدا کا ذکر اور یہ سب محمود ہے۔

دفن کے بعد قبر پر چند ساعات ٹھہرے رہو

قبر والے مسافر سے پوچھیے کہ وہ اس وقت کیا چاہتا ہے احادیث مبارکہ میں اس کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ چند لمحات ٹھہرو تاکہ وہ قبر کی وحشت اور گھبراہٹ سے محزون نہ ہو اسی لئے حکم ہے کہ دفنانے کے بعد چند لمحات قبر کے نزدیک ٹھہرنا چاہیے چنانچہ امام اجل ابو زکریا نووی شارح صحیح مسلم کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں۔

يستحب ان يقعد عند القبر بعد الفراغ ساعة قدر ما ينحر جزور ويقسم لحمه ويشتغل القاعدون بتلاوة القرآن و الدعا للميت والموعظة والحكايات لاهل الخير والصالحين۔

مستحب ہے کہ دفن سے فارغ ہو کر ایک ساعت قبر کے پاس بیٹھیں اتنی دیر کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم ہو اور بیٹھنے والے قرآن مجید کی تلاوت اور میت کیلئے دعا اور وعظ و نصیحت اور نیک بندوں کے ذکر و حکایات میں مشغول رہیں شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فقیر نے دلیل ششم میں ذکر کی فرماتے ہیں۔

قد سمعت عن بعض العلماء انه یستحب ذکر مسئلة من المسائل الفقهیه

یعنی بتحقیق میں نے بعض علما سے سُنا کہ دفن کے بعد قبر کے پاس کسی مسئلہ فقیہ کا ذکر مستحب

ہے اشعتہ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ میں اس کی وجہ فرماتے ہیں کہ باعث نزولِ رحمت

است اور فرماتے ہیں مناسب حال ذکر مسئلہ فرائض است اور فرماتے ہیں اگر ختم قرآن کنند

اولے وافضل باشد جب علماء کرام نے حکایات اہل خیر و تذکرہ صالحین و ختم قرآن و بیان مسئلہ

فقہیہ و ذکر فرائض کو مستحب ٹھہرایا حالانکہ ان میں بالخصوص کوئی حدیث وارد نہیں بلکہ وجہ

صرف وہی کہ میت کو نزول رحمت کی حاجت اور ان امور میں نزول رحمت تو اذان کے

بشہادت احادیث موجب نزول رحمت و دفع عذاب ہے کیونکر مستحب نہ ہوگی۔

بحمد اللہ تعالیٰ ان دلائل کو واضح کر دیا کہ اس اذان کا جواز بلکہ استحباب یقینی بلکہ منظر

عمومات شرح موجودہ کثیرہ فرد سنت ہے شاید وہ بعض علما جنہوں نے اس کے سنت ہونے

کی تصریح فرمائی جن کا قول امام ابن حجر مکی علامہ و علامہ خیر رملی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے نقل کیا

یہی معنی مراد لیتے ہیں کہ فرد سنت ہے نہ کہ فرداً سنت اور ہیئت کذائیہ کے لحاظ سے بدعت

حسنہ جس کا عمل بہ ارادہ خیر مستحب ہے۔

تصریحات

بفضلہ تعالیٰ ہم نے دلائل سے ثابت کیا ہے لیکن اس کے باوجود فقہاء کرام کی تصریحات

بھی ہیں بلکہ بعض محققین نے اسے سنت بھی لکھا ہے چنانچہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بعض علماء

دین نے میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنے کو سنت فرمایا امام ابن حجر مکی و علامہ

خیر الملۃ والدین رملی استاذ صاحب درمختار علیہم رحمۃ الغفار نے ان کا یہ قول نقل کیا۔

اما المکی ففی فتاواہ وفی شرح العباب وعارض واما الرملی ففی حاشیۃ

البحر الرائق و مرض حق یہ ہے کہ اذان کا جواز یقینی ہے ہرگز شرع مطہر سے اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شرع منع نہ فرمائے اصلا ممنوع نہیں اس کے جواز کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(۱) ملتقط میں ہے۔

ویجوز الاذان للموذن او لغیرہ بعد دفن المیت علی القبر لان الملائکۃ یشغلون فی صوت الاذان الی یوم القیامۃ و لا یعد به الی یوم القیامۃ ۱۲ ملتقط کے متعلق صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں۔

ملتقط فی فتاوی الحنفیۃ للامام ناصر الدین ابی القاسم بن محمد بن یوسف الحسینی السمرقندی المتوفی سنۃ ۵۵۶ ست وخمسین وخمسمائۃ وهو مال الفتوی ثم جمعه فی اواخر شعبان سنة ۵۴۹ تسع واربعین وخمسمائۃ ثم جنسه الشیخ الامام الزاهدی جلال الدین محمود بن الشیخ مجدد الدین الحسینی بن احمد الاستر وشنی من غیر زیادہ علیه و لا نقصان عند فی اوائل شعبان سنه ۶۰۳ الخ

(۲) فتاویٰ واحدی جلد اول ص۲۸۸ میں مرقوم ہے۔

و اما الاذان عند القبر بعد الانصراف فهو لاجل ان المسلم کان عادة فی الحیوۃ التکلم بالکلمۃ الطیب بعد سماع الاذان فلعله تذکرۃ ذلك وانی بالکلمۃ الطیبۃ و یخو من العذاب ۱۲ انتهی عبارت الواحدی اور ایک کاغذ قلمی قدیمی پر یہ عبارت دیکھی گئی ہے۔

رجل سائل عن الحنفیۃ بالاذان بعد الدفن علی راس المیت قال حسن الخ۔

(۳) کنز فارسی کے آخر حواشی ضمیمہ صد ۲۲ میں ہے۔

اذان گفتن بر قبر بعد دفن میت وقال فی حصن الحصین ماذا رای الحریق فلیطفعه بالتکبیر ص ی مجرب در مسند بزار ابی یعلی موصلی است بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ و در کتاب عمل الیوم واللیل است بروایت ابو عمر کہ چوں کسے جائے آتش گرفتہ بیند پس گوکہ آں ترا تکبیر فرمودہ مے راند۔ یعنی اللہ اکبر، اللہ اکبر گوید تا آتش فرد مرد مصنف گوید کہ ایں مجرب است انتہیٰ بعد از دفن میت کہ اذان گویند منع نبادید کرد کہ دراں تکبیر ہا است و تکبیر فرومی نشاند آتش را و در قبر نیز عذاب از آتش مے باشد کما جاء فی الحدیث قال علیہ السلام چوں آتش درگیرد در چیزے و فرو نشاندن آں دست شما نرسد پس بگوئید تکبیر را و در عذاب قبر آتش وغیرہم دست نمے رسد کہ فرو نشاندہ شود پس استعانت کردہ شود بگفتن تکبیر اذان ذکر است از کردن جائز۔

(۴) مولوی حاجی قاسم دہلوی در رسالہ خود نوشتہ اگر کسے بر قبر میت بعد دفن اذان گوید منع کردہ نشود کہ از اذان گفتن منع نمی کند کسے مسلمان مگر کفارے کہ با اذان گفتن عداوت دارند پس مارا مخالفت کردند واجب و لازم است ۱۲

پس میت کو دفن کرنے سے جب فارغ ہو چکیں۔ تو قبر پہ اذان کہنا جائز و مشروع ہے اور میت کو اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

باب ۳ : اذان قبر پر اعتراضات اور ان کے جوابات

اس مسئلہ میں مخالفین کے حسب ذیل اعتراضات ہیں۔ ان شاء اللہ اس کے علاوہ اور نہ ملیں گے

(۱) قبر پر اذان دینا بدعت ہے اور ہر بدعت حرام لہٰذا یہ بھی حرام حضور علیہ السلام سے ثابت نہیں۔

جواب : ہم پہلے باب میں ثابت کر چکے ہیں کہ بعد دفن ذکر اللہ تسبیح و تکبیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے اور جس کی اصل ثابت ہو وہ سنت ہے اس پر زیادتی کرنا منع نہیں فقہا فرماتے ہیں کہ حج میں تلبیہ کے جو الفاظ احادیث سے منقول ہیں ان میں کمی نہ کرے اگر کچھ بڑھائے تو جائز ہے اذان میں تکبیر بھی ہے اور کچھ زیادہ بھی لہٰذا یہ سنت سے ثابت ہے اور اگر بدعت بھی ہو تو حسنہ ہے جیسے کہ ہم بحث بدعات میں عرض کر چکے ہیں۔ مختصراً یہاں بھی عرض کیے دیتے ہیں۔ لیکن مخالفین سے ایک سوال ہے کہ۔ مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلٰثہ سے ثابت نہیں اور بدعت ہے۔ بلکہ قرون ثلٰثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے خود مخالفین کہتے ہیں کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔

ہم نے شرعی دلائل کے ساتھ تصریحات فقہاء بھی پیش کر دی ہیں۔ اگر کسی کے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کرے۔ صرف بدعت کی رٹ لگانا اور عوام کو پریشان کرنا ”الا انھم ھم المفسدون و لکن لا یشعرون“ کا مصداق بننا ہے

اب ہم مخالفین کے وہ اعتراضات لکھتے ہیں جو عوام کو بہکاتے وقت پیش کرتے ہیں پھر ان کے جوابات بھی۔

تحقیقی جواب

پہلا جواب ہم نے الزامی لکھا اب تحقیقی حاضر ہے اگرچہ یہ ان کی عادت ہے کہ مانتے نہیں لیکن ہمارا فرض ہے بتا دینا تاکہ حجۃ قائم ہو۔

(۱) یاد رہے کہ لغوی اور شرعی معنیٰ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا کہ البدعة كل شيئ عمل علىٰ غير مثال سبق وفي الشرع احداث مالم يكن في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

لغت میں ہر اس چیز پر جس کی مثال پہلے نہ ہو عمل کرنے کا نام بدعت ہے اور شرع میں بدعت اس چیز کے شروع کرنے کو کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی'' یہ مطلق بدعت کی تعریف ہے اور بدعت مطلقاً نہ قبیح ہے نہ حرام اگر مطلقاً قبیح ہو تو۔

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کے ساتھ بیس رکعت تراویح پڑھنے کو نِعمتِ البدعۃ هٰذہٖ (یہ بدعت اچھی ہے) نہ فرماتے۔

۲۔ جمعہ کے دن اذان ثانی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد شریف میں نہ تھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو اپنے عہد میں جاری نہ فرماتے حالاں کہ عہد عثمان سے لیکر آج تک اسی بدعت پر عمل ہوتا چلا آیا ہے۔

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں قرآن شریف پر اعراب

۴۔ سورتوں رکوعات کے نشان بھی نہ تھے، حجاج بن یوسف نے عجمیوں کی سہولت کیلئے قرآن شریف پر اعراب لگوائے اور سورتوں نیز رکوعات۔

۶۔ پاروں کے الگ الگ نشان بنوائے تاکہ اہل عجم کو اس کا پڑھنا آسان ہو۔

۷۔ دینی مدارس کا قائم کرنا۔ ۸۔ تعلیم کا نصاب جو آج کل رائج ہے۔ ۹۔ کتب حدیث کا ہیئت کذائیہ کیساتھ مدون و جمع ہونا ایسی بدعات و محدثات ہیں۔ جو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں نہ تھیں اور کسی عالم نے ان چیزوں کے نافع اور مفید ہونے سے انکار نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ بدعت کے بعض افراد محمود ہیں یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے بدعت کو بدعتِ سیئہ اور بدعت حسنہ کیطرف منقسم کیا

ہے۔ ۲۔ بلکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے کلام سے بھی بدعت کی یہ دو قسمیں مستفاد ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

من ابتداع ضلالۃ لا یرضاھا اللہ و رسولہ کان علیہ من الاثم

مثل اثام من عمل بھالا ینقص ذلک من اوزارھم، جس شخص نے گمراہی کی بدعت نکالی اللہ اور اس کا رسول اس سے راضی نہیں اس پر ان لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا جنہوں نے اس کے ساتھ عمل کیا عاملین کے گناہوں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ (۳) ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ بدعت کو ضلالت کی قید سے مقید کرنا واضح کرتا ہے کہ بدعتِ حسنہ اس میں داخل نہیں۔ (۴) فتح المبین میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہے جو کتاب وسنت یا اثر یا اجماع کے خلاف ہو۔ وہ بدعت سیئہ ہے، دوسری بدعت وہ ہے کہ کوئی نیک کام جاری کیا جائے لیکن وہ کتاب وسنت اور اثر واجماع کے خلاف نہ ہو وہ بدعتِ حسنہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیام رمضان کے متعلق نعمت البدعۃ ھٰذِہٖ اسی واسطے فرمایا ہے۔ ۵۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں، ہر بدعت ایسی نہیں ہوتی کہ اس کو ترک کر دیا جائے بلکہ بہت سی بدعتیں نیک اور عمدہ بھی ہوتی ہیں ہاں وہ بدعت واجب الترک ہے جو خلافِ سنت ہوئے

(۶) علامہ احمد بن شیخ حجازی نے مجالس السنیہ علی الاربعین النوویہ ص۳۶ میں لکھا ہے۔ قسم ابن عبدالسلام الحوادث الی الاحکام الخمسۃ فقال البدعۃ فعل مالم یعہد فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واھی واجبۃ کتعلیم النحو وغریب الکتاب والسنۃ ونحوھا مما یتوقف فہم الشریعۃ علیہ ومحرمۃ کمذھب القدریۃ والجبریۃ والمجسمۃ ومندوبۃ

کاحداث الربط والمدارس وبناء القناطیر وکل احسان لم یعهد فی العصر

الاول او مکروهة کمز خرفة المساجد وتزویق المصاحف او مباحة کا

لمصافحة عقب صلوٰة الصبح والعصر والتوسع فی الماکل والمشرب والملبس

وغیر ذلک (ص ۳۶) ابن عبدالسلام نے حوادث یعنی نئی چیزوں کو پانچ احکام

کیطرف تقسیم کیا اور کہا جو فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہوا وہ

بدعت ہے اور وہ واجب ہے مثل علم نحو کے پڑھنے اور کتاب وسنت کے عجوبہ

اور نادر مسائل کے حاصل کرنے کے جن پر شریعت کا فہم موقوف ہے یا حرام ہے مثل

قدریہ اور جبریہ اور مجسمہ کے مذہب کے یا مستحب ہے مثل لنگر خانہ اور مدارس قائم کرنے

اور پل بنانے کے اور جو نیکی عصر اول میں نہیں پائی گئی وہ بھی بدعتِ مستحبہ میں داخل ہے

یا وہ مکروہ ہے مثل مسجدوں کی گلکاری اور ملمع سازی اور قرآن کی نقش ونگاری کے

اور وہ یا مباح ہے جیسے صبح وعصر کی نماز کے بعد مصافحہ اور کھانے اور لباس میں وسعت

وتکلف کرنا وغیرہ وغیرہ۔

(۷) اور حضرت علامہ بدرالدین العینی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ۔

وهی علی قسمین بدعة ضلالة وهی التی ذکرنا وبدعة حسنة

وهی ما راٰها المسلمون حسنة الخ

پس یہاں بدعت سے مراد بدعت حسنہ ہے سو مطابق حدیث۔

مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَناً فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ اذان علی القبر جائز

ومشروع ہے۔

سوال: فقہا فرماتے ہیں کہ قبر پر جاکر بجز فاتحہ کے کچھ نہ کرے اور اذان قبر فاتحہ کے علاوہ ہے

لہذا حرام ہے۔ چنانچہ بحرالرائق میں ہے وَیُکْرَهُ عِنْدَ الْقَبْرِ کُلُّ مَا لَمْ یُعْهَدْ مِنَ

السُّنَّةِ وَالْمَعْهُوْدُ مِنْهَا لَیْسَ اِلَّا زِیَارَتُهَا وَالدُّعَاءُ عِنْدَهَا قَائِماً

شامی کتاب الجنائز میں ہے لَا یُسَنُّ الْاَذَانُ عِنْدَ اِدْخَالِ الْمَیِّتِ فِیْ قَبْرِہٖ کَمَا هُوَ الْمُعْتَادُ الْاٰنَ وَقَدْ صَرَّحَ ابْنُ حَجَرٍ بِاَنَّهٗ بِدْعَةٌ وَقَالَ مَنْ ظَنَّ اَنَّهٗ سُنَّةٌ فَلَمْ یُصِبْ یعنی میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان دینا سنت نہیں ہے جیسا کہ آجکل مروج ہے اور ابن حجر نے تصریح فرمادی کہ یہ بدعت ہے اور جو کوئی اس کو سنت جانے وہ درست نہیں کہتا۔ درالبحار میں ہے مِنَ الْبِدَعِ الَّتِیْ شَاعَتْ فِیْ بِلَادِ الْهِنْدِ الْاَذَانُ عَلَی الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ جو بدعتیں کہ ہندوستان میں شائع ہو گئیں ان میں سے دفن کے بعد قبر پر اذان دینا ہے۔ توشیح شرح تنقیح میں محمود بلخی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اَلْاَذَانُ عَلَی الْقَبْرِ لَیْسَ بِشَیْءٍ قبر پر اذان دینا کچھ نہیں۔ مولوی اسحاق صاحب مائۃ مسائل میں فرماتے ہیں کہ قبر پر اذان دینا مکروہ ہے کیونکہ یہ ثابت نہیں اور جو سنت سے ثابت نہ ہو وہ مکروہ ہوتا ہے۔

جواب :- بحر الرائق کا یہ فرمانا کہ قبر پر جاکر بجز زیارت و دعا اور کچھ کرنا مکروہ ہے بالکل درست ہے وہ زیارت قبور کے وقت فرماتے ہیں یعنی جب وہاں زیارت کی نیت سے جاوے تو قبر کو چومنا سجدہ کرنا وغیرہ ناجائز کام نہ کرے اور یہاں گفتگو ہے دفن کے وقت یہ زیارت کا وقت نہیں ہے اگر وقت دفن بھی اس میں شامل ہے پھر لازم ہوگا کہ میّت کو قبر میں اتارنا، تختہ دینا، مٹی ڈالنا، اور بعد دفن تلقین کرنا جس کو ہم نے تحقیق سے ابھی لکھا اور وہ جائز ہے یہ سب منع ہو بس مردے کو جنگل میں رکھ کر فاتحہ پڑھ کر بھاگ آنا چاہیے اور زیارت قبر کے وقت بھی ممنوع کام کرنا منع ہیں۔ وہ ہی عبارت بحر الرائق کا مقصود ہے ورنہ مردوں کو سلام کرنا یا ان کے قبور پر سبزہ یا پھول ڈالنا بالاتفاق جائز ہے۔ حضور علیہ السلام سے ثابت ہے لازمًا ان وجوہ کے تحت بحر الرائق کی عبارت مؤوّل ہے جیسے مخالفین کے حکیم الامت ایک دوسرے حکیم الامت میں تاویل ہے یعنی اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان میں ایک سوال ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب

کشف قبور کا طریقہ بیان فرماتے ہیں و بعدہ ہفت کرہ طواف کند و دوران تکبیر بخواند و آغاز از راست کند و بعدہ طرف پایان رخسارہ نہد یعنی اس کے بعد قبر کا سات چکر طواف کرے اور اس میں تکبیر کہے اور داہنی طرف سے شروع کرے اور قبر کے پاؤں کی طرف اپنا رخسار رکھے تو کیا قبر کا طواف اور سجدہ جائز ہے اس کا جواب حفظ الایمان ص۸ پر لکھا ہے کہ یہ طواف اصطلاحی نہیں ہے جو کہ تعظیم و تقرب کے لئے کیا جاتا ہے اور جس کی ممانعت نصوص شرعیہ سے ثابت ہے بلکہ طواف لغوی ہے یعنی محض اس کے اردگرد پھرنا واسطے پیدا کرنے مناسبت روحی کے صاحب قبر کے ساتھ اور لینے فیوض کے۔ اس کی نظیر حضرت جابر کے قصے میں وارد ہوئی ہے جب کہ ان کے والد مقروض ہو کر وفات پا گئے اور قرض خواہوں نے حضرت جابر کو تنگ کیا۔ انہوں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ باغ میں تشریف لا کر رعایت کرا دیجئے۔ حضور علیہ السلام باغ میں رونق افروز ہوئے اور چھوہاروں کے انبار لگوا کر بڑے انبار کے گرد تین بار پھرے طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا یہ حضور کا پھرنا کوئی طواف نہ تھا۔ بلکہ اس میں اثر پہنچانے کیلئے اس کی چاروں طرف پھر گئے اسی طرح کشف القبور کے عمل میں ہے تبلایئے اگر اذان قبر اس لیے منع ہے کہ قبر پر بجز زیارت و دعا کوئی کام جائز نہیں۔ تو یہ قبر کا طواف اور اس سے فیض لینا کیوں جائز ہے۔ لہٰذا بحر الرائق کی ظاہری عبادت مخالفین کے بھی موافق نہیں۔ پر لطف بات یہ ہے کہ حفظ الایمان کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قبروں سے فیض ملتا ہے اور فیض لینے کیلئے وہاں جانا اور طواف کرنا قبر پر رخسار رکھنا جائز ہے۔ اسی کو تقویۃ الایمان میں شرک کہا ہے۔ شامی و توشیح وغیرہ کی عبارتوں کا جواب ہم آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اس میں سنت کا انکار ہے نہ کہ جواز کا۔ توشیح کا فرمانا لَيْسَ بِشَيْءٍ اس کے معنی یہ نہیں کہ حرام ہے مراد یہ ہے کہ نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت محض جائز اور مستحب ہے اور اس کو سنت یا واجب

سمجھنا محض غلط ہے جو فقہاء کہ اس کو بدعت فرماتے ہیں وہ بدعت جائز یا کہ بدعت مستحبہ فرماتے ہیں نہ کہ بدعت مکروہہ کیوں کہ بلا دلیل کراہت ثابت نہیں ہوتی۔ مولوی اسحاق صاحب دیوبندیوں کے پیشوا ہیں۔ ان کا قول حجت نہیں اور نہ یہ قاعدہ صحیح ہے جو کہ سنت سے ثابت نہ ہو وہ مکروہ ہے ورنہ قرآن کے سپارے اور اعراب اور بخاری بھی مکروہ ہوگی۔ کیوں کہ یہ سنت سے ثابت نہیں اور مختار باب صلواۃ العیدین مطلب فی تکبیر التشریق میں ہے۔

وَوُقُوْفُ النَّاسِ يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ غَيْرِهَا تَشَبُّهًا بِالْوَاقِفِيْنَ لَيْسَ بِشَيْءٍ

اسی کے ماتحت شامی میں ہے۔

وَهُوَ نَكِرَةٌ فِيْ مَوْضِعِ النَّفْيِ فَتَعُمُّ انْوَاعَ الْعِبَادَةِ مِنْ فَرْضٍ وَوَاجِبٍ وَمُسْتَحَبٍّ فَبَقِيَةُ الْاِبَاحَةِ فَنِلْ يُسْتَحَبُّ، ہدایہ کے حاشیہ میں لیس بشئی کے ماتحت فرماتے ہیں۔

اَيْ لَيْسَ بِشَيْءٍ يَتَعَلَّقُ بِهِ الثَّوَابُ وَهُوَ يَصْدُقُ عَلَى الْاِبَاحَةِ

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ لیس بشئ مباح کو بھی کہا جاتا ہے۔ اور اسحٰق دہلوی کے قاعدہ سے آجکل کے تمام مخالفین دھوکہ کھا رہے ہیں ورنہ یہ کوئی قاعدہ نہیں بلکہ تحریف فی الاسلام ہے تحقیق فقیر کی کتاب العصمۃ فی عن البدعۃ میں دیکھئے!

سوال :۔ علامہ شامی نے باب الاذان میں جہاں اذان کے موقعہ شمار کیے ہیں وہاں اذان قبر کا بھی ذکر فرمایا۔

(الی اللہ) لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما ھو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر فی فتاویہ انه بدعة وقال ومن ظن انه سنة قیاساً علی ندبھما للمولود الحاقا لخاتمه الامر بابتدائه فلم یصب۔

فرمایا لکن ردہ ابن حجر فی شرح العباب اس اذان کی ابن حجر نے شرح عباب میں تردید کردی ہے معلوم ہوا کہ اذانِ قبر مردود ہے۔

جوابؔ :- اس میں علامہ شامی نے اذان کے مسنون ہونے کی نفی کی ہے نہ کہ مندوب ہونے کی باقی رہا قول ابن حجر کا کہ اذان بدعت ہے سو وہ زاعمین سنت کی تردید میں ہے۔ چنانچہ اصل عبارت فتاویٰ ابن حجر کی یہ ہے۔

وسئل نفع اللہ بہ بما لفظہ ماحکم الاذان والاقامۃ عند سد فتح اللحد فاجاب بقولہ ہو بدعۃ ومن زعم انہ سنۃ عند نزول القبر الخ

سو اس سے بھی اذان کا غیر مسنون ہونا ہی ثابت ہوتا ہے نہ کہ مندوب ہونا کیوں کہ سنت کی تعریف یوں ہے۔

ما واظب النبی صلعم ولم یترکہ الا مرۃ او مرتین کما فی المحیط وذکر فی المفید والمزید السنۃ ما واظب علیہ النبی صلعم ولم یترکہ الا لعذر وفی المنافع قال خواہر زادہ السنۃ ما فعلہ علیہ السلام علی سبیل المواظبت ویؤمر باتیانہا ویلام علی ترکہا الخ ملخصاً عن البنایہ صد ۷۲۔

سو تعریفات کے مطابق یہ امر ظاہر ہے کہ اذان علی القبر سنت موکدہ نہیں ہے اور لفظ بدعت سے اس کا ناجواز وغیرہ مشروع ہونا ثابت نہیں ہوتا کیوں کہ بدعت بھی دو قسم ہے حسنہ وسیئہ اور یہ بدعت حسنہ میں شامل ہے۔ باعتبار ہیئت کذائیہ کے اور تلقین میں شامل ہے باعتبار اصل کے چنانچہ تفصیل گزری ہے۔

جوابؔ ۲ :- ابن حجر شافعی مذہب میں بہت سے علماء جن میں بعض احناف بھی شامل ہیں فرماتے ہیں کہ اذانِ قبر سنت ہے اور امام ابن حجر شافعی اس کی تردید کرتے ہیں تو بتاؤ کہ حنفیوں کو مسئلہ جمہور پر عمل کرنا ہوگا کہ قولِ شافعی پر۔

۳ امام حجر نے بھی اذانِ قبر کو منع نہ کیا بلکہ اس کے سنت ہونے کا انکار کیا یعنی یہ سنت نہیں اگر میں کہوں کہ بخاری چھاپنا سنت نہیں بالکل درست ہے کیوں کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں نہ بخاری تھی نہ پریس۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جائز بھی نہیں شامی نے اس موقع پر فرمایا وَقَدْ یُسَنُّ الْاَذَانُ ان موقعوں پر اذان سنت ہے آگے فرمایا رَدَّہٗ اس کی ابن حجر نے تردید کی تو کس چیز کی تردید ہوئی ؟ سنیت کی + شامی سمجھنے کیلئے عقل و ایمان کی ضرورت ہے اگر مان بھی لو کہ علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے خود اذان کی تردید کی تو کیا کسی عالم کے تردید کرنے سے کراہت یا حرمت ثابت ہو سکتی ہے ہرگز نہیں بلکہ اس کیلئے دلیل شرعی کی ضرورت ہے بلا دلیل شرعی کراہت تنزیہی بھی ثابت نہیں ہوتی + شامی بحث مستحباب الوضوء میں ہے وَلَا یَلْزَمُ مِنْ تَرْکِ الْمُسْتَحَبِّ ثُبُوْتُ الْکَرَاھَۃِ اِذْ لَابُدَّ لَہٗ مِنْ دَلِیْلٍ خَاصٍ ترک مستحب سے کراہت ثابت نہیں ہوتی کیوں کہ کراہت کیلئے دلیل خاص کی ضرورت ہے + شامی جلد اول بحث مکروہات الصلوٰۃ بیان المستحب والسنۃ والمندوب میں ہے۔ تَرْکُ الْمُسْتَحَبِّ لَا یَلْزَمُ مِنْہُ اَنْ یَّکُوْنَ مَکْرُوْھًا اِلَّا بِنَھْیٍ خَاصٍ لِاَنَّ الْکَرَاھَۃَ حُکْمٌ شَرْعِیٌّ فَلَا بُدَّ لَہٗ مِنْ دَلِیْلٍ خَاصٍ مستحب کے ترک سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مکروہ ہو جائے بغیر خاص ممانعت کے کیوں کہ کراہت حکم شرعی ہے اس کیلئے خاص دلیل کی ضرورت ہے ۔ آپ تو اذانِ قبر کو حرام فرماتے ہیں۔ فقہا بغیر خاص ممانعت کے کسی شئی کو مکروہ تنزیہی بھی نہیں مانتے۔

سوال :۔ شامی نے اذان قبر کو قیل سے بیان کیا اور قیل ضعف کی علامت ہے جواب یہ کہ فقہ میں قیل ضعف کے لئے لازم نہیں + شامی کتاب الصوم فصل کفارہ میں ہے فَتَعَبُّرُ الْمُصَنِّفِ بِقِیْلَ لَیْسَ یَلْزَمُ الضُّعْفَ + اسی طرح شامی بحث دفن میت میں ذکر مسح الجنازہ کیلئے فرمایا قِیْلَ تَحْرِیْمًا وَقِیْلَ تَنْزِیْھًا دیکھو یہاں دو قول

تھے اور دونوں قیل سے نقل کیئے + عالمگیری کتاب الوقف بحث مسجد میں ہے۔
وَقِیْلَ ھُوَ مَسْجِدٌ اَبَدًا وَّھُوَ الْاَصَحُّ یہاں صحیح قول قیل سے بیان کیا معلوم ہوا
کہ قیل دلیل ضعف نہیں اور اگر مان بھی لیا جائے تو بھی اس اذان کو سنت کہنا ضعیف
ہوگا نہ کہ جائز کہنا کیونکہ یہ سنت ہی کا قول ہے + ہم بھی اذانِ قبر سنت نہیں کہتے
صرف جائز و مستحب کہتے ہیں۔

سوال اول اذان تو نماز کی اطلاع کیلئے ہے۔ دفن کے وقت کون سی نماز ہو رہی ہے کہ
جس کی اطلاع دینا منظور ہے۔ چونکہ یہ اذان لغو ہے۔ پس ناجائز ہے۔

جواب یہ خیال غلط ہے کہ اذان فقط نماز کی اطلاع کیلئے ہے ہم پہلے باب میں
عرض کر چکے ہیں کہ اذان کتنی جگہ کہنی چاہیئے۔ آخر بچہ کے کان میں اذان دی جاتی ہے
وہاں کون سی نماز کا وقت ہے حضور علیہ السلام کے زمانہ میں رمضان کی شب میں
دو اذانیں ہوتی تھیں۔ ایک تو سحری کیلئے بیدار کرنے کو دوسری نماز فجر کیلئے
اور پھر جہاں راستہ بھول جائے اذان دی جاتی ہے ایسے مرگی والے پر وغیرہ
جسکی تفصیل ہم نے پہلے عرض کر دی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ مقصد صرف یہی ہے کہ
دشمن شیطان کو بھگاؤ اس دشمن کے حملے کا کوئی وقت نہیں لیکن میت کے دفنانے
کے بعد یقین ہے کہ اب اسی کا حملہ ہوگا تو اذان کا وہی وقت ہے کیونکہ دشمن کی
مخالفت کے بعد پس و پیش کیسی۔ یہ تو ایسے ہے کہ ادھر دشمن گولے برسا رہا ہو۔ یا
ٹینک چلا رہا ہو اُدھر ہمارا فوجی افسر آرڈر دے کہ خبردار تم اس کی مدافعت نہ
کرنا۔ تو سمجھا جائے گا کہ وہ افسر ملک کا دشمن ہے ایسے ہی ہم ان لوگوں کو ملت
کا دشمن سمجھتے ہیں جو دشمن شیطان کی دشمنی اور مخالفت میں الٹا ڈھارس دیتا ہے۔

تتمۃ البحث

چونکہ قبر پر اذان ایک نزاعی و اختلافی مسئلہ
بن گیا ہے اور قاعدہ ہے کہ جو نزاعی و اختلافی

مسئلہ ہو جائے اسپر کتنا ہی بہت ہی بڑے قاطع وساطع دلائل قائم کیے جائیں۔ تب بھی ضدی مخالف ہرگز نہیں مانتا اگر منصف مزاج ہو تو وہ علیحدہ بات ہے لیکن اگر اختلافی مسئلہ نہ ہو تو معمولی سی معمولی دلیل بلکہ احادیث و قرآنی آیات کا معمولی اشارات بھی کافی ہوتے ہیں فقیر نے چند مسائل اہل قبور کے متعلق رسالہ پیش سفر آخرت میں لکھ چکا ہے جن سے اہلِ قبور کو فوائد حاصل ہوتے ہیں اور علماء متقدمین اس پر عمل کرتے رہے اور پھر اہل قبور بہ فوائد عالم رؤیا بتاتے رہے اور وہ اعمال اب بھی بعض مواقع پر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے متعلق کبھی اختلاف نہیں ہوا اور نہ وہ نزاعی مسئلہ بنا۔ اسی سے ناظرین خود ہی سمجھ جائیں گے کہ اذان علی القبر کے استحباب پر مخالفین کا اختلاف برائے اختلاف ہے انکا انکار ہی مبنی بر ضد اور ہٹ دھرمی ہے اور بس۔

وصلی اللہ تعالیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہٖ واصحابہ اجمعین

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان

۹ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ مطابق ۴ فروری ۱۹۸۲ء بروز جمعرات

احناف کی مشہور تفسیر

فیوض الرحمٰن

اُردو ترجمہ

تفسیر روح البیان

تاریخ ندائے

محبوبِ مدینہ یارسول اللہ

مخزنِ راز و نیاز

شرح جامی

بزمِ اُویسیہ رضویہ بہاولپور